محبت کائناتی وسعتوں سے بھی کہیں آگے کی لامحدود وسعت ہے

بیان

عشق و محبت

تحریر و ترتیب :

حافظ محمد زمان خان

جامعہ شیخ الاسلام

تعلیم القرآن والحدیث

0300 6661755

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ سوز محبت کا کیا تھا اک بار
تادم مرگ زباں سے میری چھالے نہ گئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا

اے پناہِ جہاں سلامُ علیک — تکیۂ بیکساں سلامُ علیک
منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدْنیٰ — گردِ راہِ کہکشاں سلامُ علیک
اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر — باسلیماں رساں سلامُ علیک
من فتادہ بخاکِ کوئے تو اَم — خُذْ بِیَدِیْ اے جواں سلامُ علیک
لطف فرما کہ ماشکستہ تریم — لطف شایانِ شاں سلامُ علیک
برہمہ آلِ پاک و اصحابش — فخر ہر دم بخواں سلامُ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخر الدین مدظلہ العالی

سیال شریف

بھلوں کو بھلی لاج

اعلامیہ

لجپال لجپال
پیر سیالؒ
پیر سیالؒ

بحکم غریب نواز حضور امیر شریعت، نائب شیخ الاسلام خواجہ **محمد حمید الدین** سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

مقام تقریب آستانہ مقدسہ سیال شریف

بوقت 12:30 بجے دن بتاریخ 19 ذیقعدہ 1440 ہجری مطابق 23 جولائی 2019ء بروز منگل

اشاعت وارث نسبت پیر سیال ضیاء چشت حضرت خواجہ محمد ضیاء الحق سیالوی سجادہ نشین آستانہ مقدسہ سیال شریف کے حکم سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل و خاتم النبین وعلیٰ الہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین اما بعد!

الحمد للہ! ہم اہلسنت وجماعت اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو اس کا ہمسر نہیں ٹھہراتے۔ اللہ کریم کو تمام عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا اور تمام عظمتوں کا مالک سمجھتے ہیں تمام کتب سماوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ حیات بعد از موت، حشر ونشر، جنت ودوزخ کو حق سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننے کے ساتھ ساتھ تمام سابقہ انبیاء ورسل سے افضل واعلیٰ سمجھتے ہیں اور سابقہ تمام انبیاء ورسل پر ایمان رکھتے ہوئے ان کی تعظیم وتوقیر بجالاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے پناہ محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں انہیں خلیفہ اول بلافصل خلیفۃ الرسول برحق مانتے ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی برحق، حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین کو خلیفہ ثالث برحق اور مولائے مرتضیٰ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ رابع برحق مانتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان میں افضلیت تسلیم کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی عزت وعظمت کے خلاف اشارے، کنائے یا صراحت کے ساتھ طعن وتشنیع کرنے والے کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں اور اسی طرح اہلبیت اطہار سے بغض رکھنے والے ہر شخص کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں کف لسان (خاموشی) اور ان کے فضائل ومناقب کے بیان کو شعار ایمان (نشانی) سمجھتے ہیں۔ یہ تمام عقائد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۱) آئمہ اہل بیت اطہار، اجلہ تابعین (۲) آئمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ (۳) امام مالک (۴) امام احمد بن حنبل (۵) امام شافعی (۶) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) حضرت امام غزالی (۹) شیخ محی الدین ابن العربی (۱۰) امام عبدالوہاب شعرانی (۱۱) شیخ فرید الدین عطار (۱۲) حضرت مجدد الف ثانی (۱۳) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۴)۔ حضرت الشاہ احمد رضا محدث بریلی (۱۵) حضرت شاہ ولی اللہ (۱۶) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۷) حضور خواجہ خواجگان بہار چشت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی (۱۸) قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۹) اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ علماء ومشائخ سے ثابت ہیں ان عقائد کا مفصلاً تذکرہ اہلسنت کے عقائد کی کتب معتبرہ مثلاً فقہ اکبر، عقیدہ طحاویہ کتاب الابانہ، شرح العقائد، النسفیہ وغیرہ میں موجود ہیں اور انہیں عقائد پر ماتریدیہ اور اشاعرہ کا اتفاق ہے۔ پوری امت کی طرح یہی عقیدہ مشائخ چشت علیہم الرضوان کا بھی ہے اور اسی عقیدے کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہوئے اعلامیہ کے طور پر آستانہ مقدسہ سیال شریف کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے تاکہ مریدین ومتوسلین اور خلفاء اور عوام اہلسنت کے لئے سند رہے۔

۱. تکمیل الایمان ۲. الظرف ۳. فقہ اکبر ۴. موطا امام محمد ۵. النسبت للخلال ۶. مرام الکلام ۷. غنیۃ الطالبین ۸. کشف المحجوب ۹. احیاء العلوم ۱۰. فتوحات مکیہ
۱۱. الیواقیت والجواہر ۱۲. منطق الطیر ۱۳. مکتوبات شریف ۱۴. تکمیل الایمان ۱۵. فتاوی رضویہ ۱۶. فتاوی عزیزیہ ۱۷. غنا المحبین ۱۹. مراۃ العاشقین ۲۰. انوار قمریہ

اعلامیہ پڑھنے کی سعادت پیر محمد معظم الحق معظمی سجادہ نشین خانقاہ معظم آباد شریف سرگودھا نے حاصل کی۔

بیان محبت

از محبت تلخہا شیریں شود
از محبت مسہا زریں شود

محبت کے سبب کڑوی چیزیں بھی میٹھی معلوم ہوتی ہیں اور محبت ہی کے باعث مس (خام تانبہ) سونا بن جاتا ہے۔

از محبت سجن گلشن می شود
بے محبت وضہ گلخن می شود

محبت کی وجہ سے قید خانہ باغ بن جاتا ہے اور محبت نہ ہوتے ہوئے باغ بھی گلخن (بھاڑ) اور جائے تکلیف معلوم ہوتا ہے۔

از محبت نار نوری می شود
واز محبت دیو حوری می شود

محبت کے باعث آگ نورانی ہوجاتی ہے اور محبت سے دیو بھی پری چہرہ نظر آنے لگتا ہے۔

از محبت سقم صحت می شود
واز محبت قہر رحمت می شود

محبت کے سبب بیماری تندرستی کا مزہ دیتی ہے اور محبت کے باعث سختی رحمت بن جاتی ہے۔

از محبت مردہ زندہ می شود
و از محبت شاہ بندہ می شود

محبت کی وجہ سے مردہ زندگی پاجاتا ہے اور محبت ہی کے باعث بادشا غلام بن جاتا ہے۔

عشق حقیقی کیلئے مجازی کا ہونا ضروری ہے

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ زلیخا کا عشق اگر مجازی تھا لیکن سچا اور مبنی بر حقیقت تھا اس لئے مقصود حاصل ہوگیا اور مجاز سے اسے حقیقت نصیب ہوئی اس لئے کہ مجاز حقیقت کیلئے بمنزلہ پل کے ہے یا سیڑھی کے

نہ روک عشق مجازی سے ناصحا مجھ کو
کہ یہ مجاز حقیقت ہے باخدا کیلئے
کہتے ہیں لوگ حسن پرستی گناہ ہے
ہم کو تو اس گناہ نے انسان بنا دیا
سب کچھ گنوا کے ہم نے راہ محبت میں

دشواری حیات کو آساں بنا دیا
ہماری حسن پرستی پہ اعتراض نہ کر
صنم پرست خدا آشنا بھی ہوتے ہیں

محبت کرو

☆ محبوب دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا!
اپنے یار دوست زیادہ بناؤ (یعنی محبت کرو) اس لئے کہ تمہارا رب باحیا اور کریم ہے۔ اس بندے سے حیا کرتا ہے جس کے دوست بہت زیادہ ہوں اور وہ اسے قیامت کے دن عذاب میں مبتلا نہ کرے گا۔

☆ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!
جو کسی کو نظر شفقت سے دیکھتا ہے، دل میں اس کیلئے کسی قسم کا کینہ اور بغض نہیں رکھتا تو آنکھ جھپکنے سے پہلے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کیئے جاتے ہیں۔

☆ جب بندے کو اللہ تعالیٰ اپنے کاموں یعنی محبت کیلئے منتخب فرما لیتے ہیں!
پھر کسی اور کام کا نہیں رہتا، رہ سکتا ہی نہیں اور یہ انتخاب بندوں پر عنایت الٰہی کی حد ہوتی ہے۔

عمر گزری خیال میں ان کے
کتنے نازک خیال ہیں ہم لوگ
حسن میں آپ کا جواب نہیں
عشق میں بے مثال ہیں ہم لوگ
صورت یار بس گئی دل میں
اب سراپا وصال ہیں ہم لوگ
ہم کو سونپی گئی امانت عشق
قابل اعتبار ہیں ہم لوگ
قبر میں بھی جنہیں سکوں نہ ملا
تیرے وہ بے قرار ہیں ہم لوگ

کسی سے محبت کی علامت

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ میں کسی سے محبت کرتا ہوں پھر کیسے معلوم کروں کہ اسے بھی میرے ساتھ محبت ہے یا کہ نہیں اس کے متعلق مجھے کوئی علامت بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے دل سے اگر وہ اس سے محبت کرتا ہے تو سمجھ

کہ وہ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔

و علی القلوب من القلوب دلائل
بالود قبل تشاھد الاشباح

☆ دل کو دل سلام کرتا ہے اجسام کو معلوم ہونے سے قبل۔
☆ دلوں کے علم دلوں ہی سے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ علم وہبی ہے کسبی نہیں۔
☆ دلوں کے دل استاد ہوتے ہیں دل ہی دلوں کو پڑھایا کرتے ہیں۔
☆ یہ شاہی سکے دل کی ہی ٹکسال میں ڈھالے جاتے ہیں۔
☆ علم قال میں اور عشق حال میں معروف ہے قال دردِ سر اور حال دردِ جگر ہے۔

دل نے سینے میں تڑپ کر انہیں جب یاد کیا
در و دیوار کو آمادہ فریاد کیا
تم جس کو دیکھ لو وہ نہ پہلو میں پائے دل
تم سا جو دلربا ہو تو کیونکر بچائے دل

حضرت یحیٰی بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

اگر مجھے عذاب کے خزانوں کا مالک بنا دیا جائے تو میں عاشق کو عذاب نہ دوں گا۔ اس لئے کہ وہ اس بیماری میں اضطراراً مبتلا ہو کر برائی سے بچ گیا اور اپنا عشق کسی پر ظاہر نہ کیا وہ اسی حالت میں مر گیا تو وہ شہید ہے اور جو عشق سے محروم و غافل ہوتا اسے سزا دیتا کہ تو نے عشق کیوں نہیں کیا۔

☆ اہل محبت اللہ کی راہ میں مرے اگرچہ اپنے بستر پر مرے۔

انہیں ایک خصوصی زندگی عطا ہے جو عام مردوں کو حاصل نہیں۔ پس ہم انہیں عام مردوں میں کیوں کر شمار کر سکتے ہیں۔

☆ عاشق حقیقتاً زندہ ہیں، اگرچہ صورتاً زندہ نہیں۔

جس کی قبر زندہ ہے، بے شک زندہ ہے۔

☆ جس نے انہیں مردہ کہا، متعصب ہے اور کوئی متعصب حقیقت کو نہیں پا سکتا۔

ہر شناور کو نہیں ملتا تلاطم سے خراج

ہر سفینے کا محافظ ناخدا ہوتا نہیں
ہر بھکاری پا نہیں سکتا مقام خواجگی
ہر کس و ناکس کو تیرا غم عطا ہوتا نہیں
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محبوب سے اجالا کر دے

حضرت شیخ فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہر کہ او در عشق صادق آمدہ است
ہرسرش معشوق عاشق آمدہ است
عمریصدقے عشق پیش آید ترا

جو بھی عشق میں سچا ہوتا ہے تو خود معشوق عاشق کے ہاں حاضر ہوتا ہے۔ اگر تو عشق میں سچا ہے تو تیرا معشوق تیرا خود عاشق ہوگا۔

☆ اور حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

عاشق شو از نہ روزے کار جہاں سر آید
ناخواندہ نقشی مقصود از کار گاہ ہستی

عاشق غم نہ کھائیے' ایک دن یہ ختم ہوں گے اور تیرا مطلوب تجھے نصیب ہوگا۔

اے بندے؛ تو لطف محبوب سے آگاہ نہیں وہ تجھے ہر زماں عاشق کی طرح دیکھتا ہے۔ کاش تجھے اس کے عشق کی خبر ہو جائے کہ وہ تجھ سے زیادہ تیرا مشتاق ہے۔ اگر تیری چشم محبت والی ہو جائے تو وہ معشوق خود تیرا شیدا ہو جائے وہ جان جہاں بالکل تیرے نزدیک ہے بلکہ وہ محبوب تیرے اندر جان کی طرح نہاں ہے یہ سارا حجاب تیری طرف سے ہے ورنہ میرا وہ محبوب تو بالکل بے حجاب ہے۔

خود چلے آتے ہیں حسیں اعظم
کس قدر خوش خصال ہیں ہم لوگ

عشاق کے بارے میں میرے لجپال کا فرمان

ایک مجلس میں میرے لجپال نے یہ چند اشعار ارشاد فرمائے!

اے نمک پاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
لطف تو تب ہے کہ ہر زخم نمک دان ہو جائے

ساتھ فرمایا کسی اور نے بھی کیا خوب کہا ہے۔

اے زاغ چوں بمریم بخوری تمام گوشت
دو چشم را گزار کہ بینم جمال دوست
پارہ ہائے دل من صد پارہ بہم ے سازند
تاشنیدم کہ سگ کوئے تو مہمان شدنی است

اس کے بعد عربی کا ایک شعر ارشاد فرمایا۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ یعنی مجنوں اپنی محبوبہ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ انیری مقام الشمس اے محبوبہ تو سورج کہ جگہ روشنی کر صبح نکلنے تک اور چودھویں کا چاند بن کر کھڑی رہ بدر کی جگہ اگر چودھویں کا چاند غروب ہو گیا یہ (محبوبہ) چودھویں کا چاند ہے۔ حسن کے لحاظ سے اور عورتیں ستارے ہیں پس ستاروں اور چودھویں کے چاند کے درمیان امتیازی جدائی ہے۔ ایک مرتبہ بڑے عاشقانہ انداز میں یہ شعر ارشاد فرمایا!

از مدرسہ بکعبہ روم یا بمیکدہ
اے پیر راہ بگو کہ طریق صواب چیست

ایک مرتبہ فرمایا! اعلیٰ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس شعر پہ وجد ہوا تھا۔

شراب عشق کا ندر جام کر دند
نصیب عاشقاں بدنام کر دند
ثنائے زلف رخسار تو اے ماہ
ملائک ورد صبح و شام کر دند

حضرت خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی کے بارے میں کچھ فرما رہے تھے ارشاد فرمایا!

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

ایک مجلس میں حضرت خواجہ محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ آپ سے کسی نے روافض کے بارے میں استفسار فرمایا کہ کیا ان لوگوں کے متعلق آپ کا کیا مسلک ہے تو فرمایا!

نہ سنی ام کہ زند طعنہ رافضی احمق
نہ شیعہ ام کہ کنیم سنی ام گریبان شق
غلام حضرت عشقم دگرنے دانم
کہ کیست برسر باطل و کیست برسر حق

لفظ غلام حضرت عشقم پر مسکرائے اور کسی بزرگ کا یہ شعر بھی آپ کو بہت پسند تھا تصور یار میں جھوم جھوم کر پڑھا کرتے تھے۔

منم احقر و اسفل ادنیٰ و کمتر
بریں نازم کہ دارم نسبت تو

ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے مرید کو وظیفہ بتایا کہ دریا کے کنارے بیٹھ کر رات کو کرنا۔ پہلی رات دوران وظیفہ ایک تھیلی رقم کی اس کے سامنے آ پڑی اس نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ خدایا میں نے دنیا کے لیئے تو وظیفہ شروع نہیں کیا

محض تیری ذات کی محبت ہے۔ یہ کہہ کر چھڑی سے اس تھیلی کو دریا میں ڈال دیا اور دوسرے روز دوگناہ رقم والی تھیلی آ پڑی اسے بھی یہ کہہ کر دریا میں ڈال دیا کہ اے اللہ تیرا عشق ہے اگر دنیا کی محبت ہوتی تو کوئی کسب اختیار کر لیتا۔ مجھے تو اپنی ذات سے آشنا کر دے۔ علی ہذا القیاس تیسری رات کو سہ گناہ رقم سے بھرپور تھیلی آ پڑی اسے بھی مذکورہ شوق و ذوق ظاہر کر کے دریا میں پھینک دیا۔ بالآخر ایک رات دریا کی دوسری جانب سے ایک حسین لڑکی آ کر اس شخص کے سامنے بیٹھ گئی۔ دونوں میں محبت اور عشق کی لہر دوڑ گئی۔ روزانہ اسی وقت وہ لڑکی دریا پار سے آ جاتی اور اس شخص کے سامنے بیٹھی رہتی۔ اس طرح ایک دوسرے کو دیکھتے دیکھتے بالاخر جدا ہو جاتے ایک رات اس کے شیخ نے خیال کیا کہ مرید کا پتہ کروں۔ رات کو کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے چنانچہ اس کے پیچھے ہولیا۔ جب وہ اپنی جگہ پر جا بیٹھا تو شیخ صاحب نے پوشیدہ ہو کر معائنہ شروع کیا۔ لڑکی آ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ کافی وقت دیدار کرنے کے بعد لڑکی واپس چلی گئی اور یہ بھی اٹھ کر اپنا راستہ چل دیا۔ اس کا پیر بھی خفیہ طور پر اس کے تعاقب میں رہا۔ بالآخر وہ ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہ گھر بھی شیخ صاحب کا مرید گھرانہ تھا۔ وہیں پہنچ گئے۔ دریافت کیا کہاں گیا تھا اور کیا کام کیا۔ مرید نے ٹال مٹول کیا تو شیخ نے خود بتایا کہ تو فلاں جگہ سے ہوتا ہوا فلاں جگہ پہنچا وہاں بیٹھ گیا ایک حسین لڑکی تیرے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔ اتنا وقت تم دونوں ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے رہے۔ پھر دونوں یکے بعد دیگرے اپنے اپنے راستہ پر واپس ہو گئے۔ فلاں فلاں مقام راستہ کے ذریعہ تو اس مکان میں پہنچا ہے۔ یہ سن کر اس نے اعتراف کیا اور آہ نکال کر پیچھے گر کر مر گیا۔ چونکہ اس کا عشق حقیقی تھا اور حقیقی عشق کا ذرہ بھر اظہار بھی عاشق کیلئے ایٹم بم ہوتا ہے اس لئے ملک عدم کو روانہ ہو گیا۔ جب صبح اس کا جنازہ پڑھ کر گورستان میں دفن کر کے لوگ واپس ہوئے تو دیکھا دریا کی دوسری جانب سے ایک کشتی آ رہی ہے بڑی تیزی سے کشتی والے دریا عبور کر کے اترے اور آواز دی کہ ٹھہرو جنازہ پڑھا کر جانا۔

چنانچہ یہ ٹھہر گئے ایک عورت کا جنازہ پیش ہوا مل کر پڑھا گیا تمام گورستان میں اس کی قبر کیلئے جگہ نہ ملی۔ آخرکار اس شخص کی قبر کے بالکل متصل ہی عورت کی قبر کیلئے جگہ میسر ہوئی۔ وہاں دفن کی گئی۔ عورت کا جنازہ لانے والوں سے دریافت کیا گیا یہ کون ہے؟ تو ان لوگوں نے بتایا کہ کنواری لڑکی اپنی والدہ کے پاس بہت سی عورتوں میں بیٹھی تھی اچانک کھڑی ہو گئی (یہ وقت اس آدمی کی فوتگی والا بتایا) والدہ کو کہا اماں جان میری علیحدہ بات سنیں۔ والدہ نے کہا تجھے علیحدہ بات کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کیوں کرتی ہے لیکن وہ لڑکی نہایت بے قراری میں آ کر کہنے لگی ضرورت ہے اور علیحدہ والدہ نے کہا اگر کوئی بدفعلی یا روسیاہی کی بات ہے تو ان عورتوں کے سامنے ہی بتا دے ورنہ ان کا شبہ زیادہ ہو گا۔ جب والدہ نے ایک نہ مانی تو آخرکار پریشان ہو کر کہا جلدی کریں مجھے اپنی سنگت سے رہنے نہ دینا یہ کہہ کر گر گئی

اور روح پرواز کر گئی۔ یہ درحقیقت وہی عاشقہ لڑکی تھی اور اپنے دوست کی موت سے باخبر ہو کر قبر میں ساتھ گئی ہے ان کا عشق حقیقی تھا دنیا میں اگر کوئی لذت والی چیز ہے تو یہی ہے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

در خرمن کائنات چوں کردیم نگاہ
یک دانہ محبت دید باقی ہمہ کاہ

۳ رجب ۱۳۹۲ھ بروز دوشنبہ فرمایا! قیس نے لیلیٰ کی ایک سہیلی رکھی ہوئی تھی جو راستہ پر بیٹھی اور لیلیٰ کی خبریں اور خطوط وغیرہ پہنچاتی۔ اس کا نام شفیقہ تھا۔ لیلیٰ نام وہاں کے لوگ اپنے بچوں اور پیاری اشیاء کا رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے یہ نام لے کر اپنے بچے کو بلایا جو قیس کے کانوں پر پڑا تو قیس نے کہا!

نادی باسم لیلیٰ اسخن اللہ عینہ
الیلیٰ فی ارض الشام بارض قفر
یقولون لیلیٰ بعراق حریصۃ
وانی علیٰ کل حرض بالعراق شفیق
یا ظبیات کاہ قلن لنا
لیلای منکن ام لیلای من البشر

آپ نے فرمایا مختصر معانی اور مطول میں یہ شعر مثال کے طور پر لایا گیا ہے کہ بعض اوقات شعراء نے کلام میں عشق کا اندازہ ظاہر کرتے ہیں کہ جہاں ضمائر کا استعمال کرنا ہو وہاں بجائے ضمیروں کے محبوب کا نام تکرار کے ساتھ محض محبت و عشق کی وجہ سے دہراتے ہیں۔ لہذا اس شعر میں بھی لیلیٰ کے لفظ کا تکرار محض عشق کی وجہ سے قیس نے کیا۔ اگر دوسری جگہ بجائے لیلیٰ کے ضمیر مئونث لاتا تو جائز تھا۔

☆ فرمایا! نجد کے علاقہ کا تمام عشق اللہ نے قیس کو دے دیا باقی نجد خشک رہ گیا۔ فرمایا ایک مرتبہ ایک مقام جس کا نام بجوع ہے وہاں مزاحم (لیلیٰ کا دادا) اور ملوح (قیس کا والد) دونوں بھائی گئے ہوئے تھے تو قیس کو بھائی ملوح نے کہا اپنے چچا کے گھر جا کر کچھ زیت (زیتون) لا اس نے وہاں جا کر زیت مانگا تو لیلیٰ کی والدہ اور مزاحم کی بیوی نے لیلیٰ سے کہا اندر مشک لٹکی ہوئی ہے اس سے زیت نکال کر قیس کو دے۔ جب اندر جا کر لیلیٰ نے مشک کا دہانہ کھولا اور قیس سے برتن لے کر اس کے نیچے رکھا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور وہ برتن زیت سے بھر کر زیت نیچے گرتا رہا یہاں تک کہ فرش تیل سے لت پت ہو گیا ان دونوں کو اس کی خبر تک نہ تھی۔ صرف ایک دوسرے کی طرف دیکھتے دیکھتے کھڑے رہے۔ بالآخر لیلیٰ کی والدہ نے خیال کیا کہ اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔ جب اندر داخل ہوئی اور زیت کا حال نیز دونوں کا نظارہ دیکھا تو لیلیٰ کو پیچھے سے جا کر دونوں ہاتھ زور سے

مارے وہ چونک پڑی۔ جس طرح کوئی نیند سے جاگتا ہے۔ اسے عشق ومحبت کی مستی میں کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ کس حال میں ہوں والدہ کے ہاتھ مارنے سے گویا بیدار ہوئی۔ اس کی ماں نے مزاحم کو کہا ان دونوں کا تو یہ حال ہے مزاحم نے غصہ میں آ کر کہہ دیا کہ قیس کو ہمارے گھر نہ آنے دینا اور لیلیٰ کو اس سے پردہ کراؤ۔ قیس نے جاتے جاتے اپنے چچا مزاحم کی باتیں سن کر یہ شعر پڑھا!

ان تمنعو لیلی و تحموا بلادھا
ولن تمنعوا علی القوافیا

آخر کار ان کے عشق کی شہرت ہوگئی تو خاندان والوں نے کہا کہ لیلیٰ قیس کی چچا زاد بہن ہے اگر مزاحم اپنے بھتیجے کو یہ لڑکی دے دیوے تو کیا حرج ہے۔ اس نے اور کہاں بھیجنی ہے چنانچہ بہت سے افراد مل کر مزاحم کے پاس آئے اور اسے مجبور کیا کہ اپنے بھتیجے سے نکاح کر کے دے دے کیونکہ ان دونوں کی حالت پوشیدہ نہیں ہے اور اس حال میں ان کا رہنا نامناسب ہے۔ اس نے کہا اگر یہ صورت نہ ہوتی تو میں نکاح (شادی) کر دیتا۔ اب اگر اسے دوں تو لوگ کہیں گے کہ اپنی بیٹی عاشق کو دے دی اور یہ عیب ہے۔ میں یہاں سے کوچ کر جاؤں گا مگر لڑکی نہ دوں گا۔ اس لئے وہ نجد سے بمعہ اہل وعیال واسباب و مال روانہ ہوا۔ جہاں رات آجاتی خیمہ لگا کر گزارہ کر لیتا۔ چلتے چلتے کویت میں آ کر قیام کیا۔ قیس بھی اونٹنی پر سوار ہو کر بمعہ خدام وسامان پیچھے پیچھے چل دیا۔ راستہ پوچھتا ہوا انہی مقامات سے گزرتا آیا اور وہیں خیمے لگاتا آیا جہاں مزاحم گزرا تھا اور خیمے لگائے تھے۔ ایک جگہ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرا اس سے قافلہ کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ جو قافلہ تو پوچھتا ہے وہ فلاں رات فلاں جگہ پر خیمہ زن ہوا تھا۔ جب وہاں پہنچ کر خیمہ کے نشانات علامات چولہا وغیرہ کا نشان پایا تو اس زمین کو چومنے لگا اور کہتا تھا کہ اس جگہ لیلیٰ کے قدم لگے ہوں گے یہ کہہ کر اس جگہ کو بار بار چومتا۔ پھر دوسری جگہ کو بھی یہی کہہ کر بوسہ دیتا۔ وہ بڑھیا اس خاک بوسی والا معاملہ دیکھ کر اپنے قبیلہ کی طرف جلدی سے گئی انہی حال بتایا اور کہا شاید کوئی جن ہے جب وہاں کے لوگوں نے قیس کا حال وہاں آ کر دیکھا اور متعجب ہوئے تو قیس نے کہا میری زمین بوسی کی وجہ یہ ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذا الجدار و ذا الجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار

پھر وہاں سے کویت پہنچا تو اس وقت لیلیٰ مریضہ ہو چکی تھی بلکہ قریب المرگ معلوم ہوتی تھی اور اس کی والدہ اس کی ہمنوا ہو چکی تھی۔ اب تو قیس آجاتا تا کہ لیلیٰ کی زندگی کا

باعث بنتا۔ جب سنا کہ قیس فلاں جگہ آ گیا ہے تو لیلیٰ کو کہا کھڑی ہو وہ تو آ گیا ہے وہ اٹھی اور فوراً قیس کے پاس دونوں گئیں۔

بندہ کے عرض کرنے پر کہ حضور محرم کسے کہتے ہیں۔آپ نے فرمایا! عورت کیلئے وہ شخص محرم ہوتا ہے جس کے ساتھ نکاح شرعاً ناجائز ہو تو پوچھا جو لوگ عاشق ہوئے ہیں مثلاً لیلیٰ مجنوں، ہیر رانجھا۔کیا یہ محرم تھے ایک دوسرے کے یا غیر محرم؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ عاشق حقیقی ہوئے ہیں اور نہایت بلند مقام پر تھے۔وہاں محرم اور غیر محرم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔عرض کیا کیا وہ شریعت کے ماتحت نہیں تھے؟ یا شریعت اقدس ان کیلئے نہیں ہے؟ فرمایا وہ غیر مکلّف اور مرفوع القلم ہوئے ہیں۔سوا ذات باری تعالیٰ کے انہیں کچھ اور خیال ہی نہ تھا۔مجنوں کو کہا گیا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے ایک عورت پر عاشق ہو کر اپنے آپ کو خراب کر رہا ہے تو اس نے جواب دیا میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ یہ میرے واسطے حلال ہو جائے اور مجھے نکاح میں مل جائے، میرا عشق نفسانی خواہشات والا نہیں ہے۔آپ نے فرمایا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے انوار نظر آتے ہیں۔

فرمایا! لیلیٰ کا نکاح ہوا تھا۔ایک مرتبہ اس کا خاوند جا رہا تھا مجنوں سے کہا گیا وہ لیلیٰ کا خاوند جا رہا ہے۔مجنوں اس کے سامنے آیا اور اس کے ہاتھ چومنے لگا اور کہا تجھے لیلیٰ سے نسبت مجھ سے زیادہ ہے۔حج پر جاتے ہوئے مجنوں کو والد نے کہا کہ بیت اللہ شریف کا غلاف پکڑ کر پہلے جو دعا مانگی جائے منظور ہوتی ہے تو اس وقت دعا مانگنا اللہ مجھ سے لیلیٰ کا عشق لے لے اور اپنا عشق عطا فرما دے۔مجنوں نے اس وقت دعا مانگی اے اللہ مجھے لیلیٰ کا عشق دے جس پر اسے والد نے پیٹا۔دراصل ذات حقیقی کے انوار ہی پر اس کا عشق تمام تھا۔ماسوا اللہ سے قطع کر کے حقیقی محبوب وہی ذات وحدہ لاشریک لہ میں مجذوب و مجنوں تھا۔(اذاتم العشق واللہ ھواللہ)

فرمایا! اگر مجھے ہیر معاف کر دے تو میں اس کی کرامت بتاتا ہوں، ایک دفعہ قریشی نور زمان میرے ساتھ تھا جب کہ ہم نے ایک ہندو کا ٹانگہ لے کر ہیر کے روضہ پر جانے کا ارادہ کیا۔وہاں پہنچ کر ٹانگہ والے سے کہا اڑھائی بجے رات کے ریل پر سوار ہونا ہے۔ہمیں آ کر وقت مقرر پر لے جانا مسجد میں سامان رکھوا کر نور زمان کو وہاں سامان کے پاس بٹھایا اور میں ہیر کے روضہ میں گیا ساون کا مہینہ تھا سخت گرمی و حبس تھا اور ہوا کا نام و نشان تک نہ تھا۔جب اندر داخل ہوا تو بے انتہا گرمی اور اضطرابی ہوئی۔اگرچہ روضہ کی چار دیواری کے اوپر سے خلا ہے۔چھت بالکل نہیں ہے۔تاہم دیواروں کے اندر گرمی تھی۔رات کا وقت تھا، سرہانہ کی طرف بیٹھ کر سورہ الملک پڑھنا شروع کر دی۔اچانک اندر سے مزار والے غلاف کو اس طرح حرکت ہوئی جیسے کوئی اہتمام سے ہلاتا ہے۔غلاف کے نیچے سے ہوا نکلی جو چار دیواری کے اندر زور زور سے چلنے لگی۔نہایت خوشبودار ٹھنڈی اور راحت بخش ہوا چلتی رہی۔

یقیناً بہشت کی ہوا تھی۔ طبیعت پر سکون ہوگئی۔ اطمینان سے ختم شریف پڑھ کر باہر نکلا تو بالکل ہوا نہ تھی۔ یقین ہوا کہ اندر کی ہوا مزار والی تھی۔ جب نور زمان قریشی کے پاس پہنچ کر اسے کہا کہ اب تو جا کر ختم شریف پڑھ آ تو اس نے اندر جاتے ہی فوراً واپس آیا اور کہا بس میں نے ختم پڑھ لیا اور میری حاضری ہو چکی۔ فرمایا!

اعلیٰ حضرت پیر سیال غریب نواز اجمیر شریف کے علاقہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مولانا نے آپ سے سکونت دریافت کی۔ تو جب آپ نے اپنے وطن کا نام بتایا وہ کہنے لگے آپ سے جھنگ کتنا دور ہے۔ فرمایا تیس کوس دور ہے۔ مولانا نے پھر استفسار فرمایا وہاں ایک عاشقہ سیال ہوئی ہے اس کے متعلق آپ کو معلومات ہوں گے' کچھ بتائیں آپ نے فرمایا وہ بہت پہلے زمانہ میں ہوئی ہے۔ البتہ ایک بوڑھے معمر شخص قوم کے کمہار سے خود سنی ہوئی بات میں بتاتا ہوں جو میرا بچپن کا زمانہ تھا اور اس بوڑھے نے اپنے بچپن کے زمانے کا واقعہ بتایا کہ میں ہیر کے گھرانہ کا خادم تھا۔ مجھے ہیر اور اس کی والدہ نے روٹی دی اور کہا کہ ہمارا چیڑ (بھینس چرا رہا ہوگا اسے جا کر دے آ جب میں باہر جنگل میں پہنچا تو ایک چادر اوڑھ کر سر نیچے کئے ہوئے بیٹھا تھا جسے دھید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور قوم کے لحاظ سے اسے رانجھا کہتے ہیں' جب اس کے پاس پہنچا تو اسے کہا یہ روٹی لایا ہوں۔ اس نے منہ سے چادر ہٹا کر میری طرف دیکھا اس کی آنکھوں سے خون جاری تھا۔ ایک کھڑ وچ (بھینس کے پاؤں کے نشان) خون سے بھرا ہوا تھا اس نے مجھے کہا وہاں کری کے پاس جا کر روٹی لٹکا دے۔ جب میں کری کے درخت کے پاس گیا تو بہت سی روٹیاں اس پر پہلے بھی لٹکی ہوئی تھیں۔ یہ بھی لٹکا کر واپس آیا اور ہیر اور اس کی ماں کو بتایا جس کے پاس روٹی لے گیا ہوں اس کا تو یہ حال دیکھا اور روٹی نہ کھائی۔ کری کے درخت پر لٹکا دینے کو کہا حالانکہ وہاں پہلے بھی بہت سی روٹیاں لٹکی ہوئی ہیں۔ چونکہ دونوں چرخہ کات رہی تھیں غصے سے ماں نے چرخہ کا تکلہ نکال کر ہیر کے چہرہ پر زور سے مارا اور کہا اس کر ماں ماری کا بھی یہی حال ہے۔ تکلہ نے ماتھا چیر دیا خون بالکل نہیں نکلا بلکہ سفید گوشت ظاہر ہوا تو مائی نے کہا وہ بھینس کا دودھ پیتے پیتے روٹی کی پرواہ نہیں کرتا اور خون اس قدر بڑھ گیا کہ آنکھوں سے باہر اچھلتا ہے مائی نے الٹا تفادل لیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ عشاق کی غیبت ہرگز نہ کی جائے۔ ایک شخص مرزا جو صاحباں پر عاشق ہوا ہے اس کی غیبت کیا کرتا تھا۔ ایک بار اسے مرزا خواب میں ملا ایک لوہے کا گرز لے کر غیبت کرنے والے کی طرف لپکا اور پیٹ میں چبھونے کا اشارہ کر کے کہا تو میری غیبت کرتا ہے/ پیٹ پھاڑ دوں گا۔ وہ شخص نہایت خوف زدہ ہوا۔ آئندہ کبھی بھی اس نے مرزا کی غیبت نہ کی۔ کسی نے عرض کیا اس شعر کا کیا مطلب ہے؟

متاب از عشق رو گرچہ مجاز یست

کہ ایں بہر حقیقت کار ساز یست

فرمایا اس کا مطلب ہے کہ غیر اللہ کا عشق ہو تو اس سے پرہیز نہ کرو۔ غیر اللہ سے مراد جیسے کسی لڑکے کا عشق استاد کا عشق عورت وغیرہ کا عشق ہو جائے تو عشق میں پختہ رہ کر نفسانی خواہشات سے بچے بالآخر عشق حقیقی نصیب ہو جائے گا۔ فرمایا ایک مولوی صاحب پیر سیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے۔ ایک عورت پر عاشق ہو گئے اور اس عورت کا نام اللہ بندی تسبیح پر ورد کرتے تھے۔ آخر پیر سیال نے کرم فرمایا اور ان کا عشق اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا۔ بندہ نے عرض کیا پیر کامل ایسا بھی کر سکتا ہے؟ جواباً فرمایا ضرور کر دیتا ہے یعنی لائن تبدیل کر دیتا ہے بشرطیکہ عشق رہے فسق نہ ہو جائے فسق ہوا تو مارا گیا۔

فرمایا عشق حقیقی کا سبب عشق مجازی ہوتا ہے۔ ایک گداگر آدمی شہزادی پر عاشق ہو گیا۔ شہزادی بھی فریفتہ ہو گئی۔ شاہ و گدا کا تعلق اور ان کی نسبت ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ گداگر پریشان بھی تھا اب کیا کروں لیکن شہزادی نے اسے کہا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تو فقیر بن کر مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا شروع کر دے۔ لوگ تیری زیارت کو آئیں گے۔ شہرت ہو گی تو میں بھی بادشاہ کے ساتھ زیارت کو آؤں گی۔ بالآخر تیرے ساتھ نکاح کرنے کی التجا بادشاہ سے کروں گی۔ منظوری بھی کرالوں گی۔ گداگر نے تسلیم کر کے مسجد میں ذکر الٰہی کرنا شروع کر دیا۔ کوئی کھانے پینے کی پرواہ نہ کرتا' لوگ خود بخود اس کے خورد و نوش و دیگر ضروریات کے کفیل ہو گئے۔ بالآخر اس کی شہرت دور دراز تک ہو گئی۔ لوگوں کی آمد و رفت جب فقیر کی زیارت کیلئے بہت زیادہ ہو گئی تو شہزادی نے اپنے باپ بادشاہ سے فقیر کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے منظوری دے دی۔ شہزادی مسجد میں حاضر ہوئی اور فقیر کے سامنے بیٹھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے گفتگو شروع کی لیکن فقیر نے اس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کیا۔ بہت کوشش کرنے کے بعد شہزادی نے کہا اے فقیر آخر تجھے یاد ہے اس طرف میں نے ہی تجھے خیال دلایا تھا اور اب میری طرف دیکھتا ہی نہیں ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے اب مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ شہزادی واپس آ گئی چنانچہ اس طرح فقیر کو عشق حقیقی نصیب ہو گیا۔

۴ رب المرجب ۱۳۹۱ھ آپ نے فرمایا! شیخ صنعان بہت بڑا عابد زاہد ہوا ہے۔ یمن کے علاقہ سے بیت اللہ شریف میں آیا اور چالیس سال وہاں عبادت کی۔ لاکھوں آدمی اس کے مرید ہوئے اسے خیال آیا اب چالیس سال بیت المقدس میں عبادت کرنا چاہئے۔ اس ارادہ سے چل دیا۔ اس کے ساتھ لاکھ کے قریب مرید بھی ہوئے۔ جہاں جاتا اپنے خورد و نوش کا انتظام ساتھ تھا۔ سائباں لگا دیئے جاتے۔ رات گزار کر پھر روانہ ہوتا۔ راستہ میں ایک ایسی جگہ رات آ گئی جہاں ایک عیسائی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔ بس وہیں قیام کر لیا۔ دوسرے روز مریدوں نے کہا چلیں سفر کریں تو کہاں میں اب پہنچ گیا ہوں جہاں

جانا تھا۔اس کی حالت دیکھ کر رفتہ رفتہ تمام مرید چلتے بنے۔صرف چند خاص مرید اس کے پاس رہ گئے۔اتنے میں عیسائی لڑکی کو بھی خبر ہوگئی۔شیخ صنعان اس پر عاشق ہے۔لڑکی نے کہا کہ تو مسلمان ہے اور میں عیسائی، تیری رسائی میرے کہنے پر نہ ہوگی۔شیخ صنعان نے جواب دیا تو جو کہے گی وہی کروں گا۔اس نے کہا پھر یہ خنزیر چرایا کر۔چنانچہ اس کے خنزیر چراتا رہا۔ مریدوں میں سے ایک مرید بغداد شریف میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ایک دن اس عیسائی لڑکی نے صنعان کو کہا کہ آج قرآن مجید کو آگ لگا دے۔جواب دیا تیرے کہنے پر کروں گا۔بالآخر قرآن مجید کو جلانے کیلئے تیار ہوا تو غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے بغداد شریف ہی میں بیٹھے ہوئے حاضرین مجلس سے فرمایا آج کسی کا پیر پکا کافر ہو رہا ہے تو شیخ صنعان کے مرید نے نہایت عاجزی سے گزارش کی۔آپ کرم فرما دیں، اس وقت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس وضو کیلئے پانی لایا گیا تھا۔ آپ نے چلّو بھر پانی کا چھینٹا مارا شیخ صنعان کے منہ پر جا لگا تو فوراً اس نے پڑھا۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس وقت شیخ صنعان کے پاس صرف ایک مرید رہ گیا تھا جو کلمہ شریف پڑھا تو پہلا مقام قرب اور وہی منزل اعلیٰ نصیب ہوئی۔تائب ہوا اور اس مرید کو اپنے جیسا بنا دیا۔

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد
شیخ صنعان زاہدے را زیر زنار آورد
مکتب عشق کا یہ دستور نرالا دیکھا
اسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

بتخانہ عشق

بتخانہ عشق وہ مقام ہے جس کا دروازہ مقام ملکوت ہے۔اس کے دروازے پر فرشتے تسبیح وتہلیل میں مشغول ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے اسی لئے سجدہ کیا کہ وہ اس کی فطرت کا خمیر اسی میخانہ عشق میں ہوا ہے اور وہی ذات اس میں جلوہ گر ہے۔

گر تجلی ذات خواہی صورت انساں ببیں
تو خود حجاب حبدی حافظ ازمیان برخیز

تو لطفِ خدا اسے آگاہ نہیں وہ تجھے ہر زماں عاشق کی طرح دیکھتا ہے۔کاش تجھے اس کے عشق کی خبر ہو جائے کہ وہ تجھ سے زیادہ تیرا مشتاق ہے۔اگر تیری چشم محبت والی ہو جائے تو وہ معشوق خود تیرا شیدا ہو جائے۔وہ جانِ جہاں بالکل تیرے نزدیک ہے بلکہ وہ محبوب تیرے اندر جان کی طرح نہاں۔یہ سارا حجاب تیری طرف سے ہے ورنہ میرا وہ محبوب تو بالکل بے حجاب ہے۔عشق میں فرشتوں کا حصہ نہیں ہے۔یہ بارگراں حضرت انسان کو

تفویض کیا گیا ہے۔

اے دل ذرا سنبھل کے محبت کا نام لے
کم بخت! بارِ عشق تجھ سے اٹھایا نہ جائے گا

صوفی برکت علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

عالم کے وہ پاؤں ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کے دروازے کی طرف دوڑے' اور زاہد کے وہ ہاتھ ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کا مال لے' اور محبّ کی وہ آنکھیں ہی نہیں ہوتیں جن سے محبوب کے سوا کسی اور کو دیکھے۔

ہر حال میں تو' ہر قال میں تو
ہر دھیان میں تو' ہر گمان میں تو
اور تو ہی تو

''محبوب تیری قسم! میں تیری راہ میں نکلا ہوا ہوں' تیرے سوا میرا کوئی کچھ نہیں لگتا اور نہ ہی میں تیرے سوا کسی سے بھی کوئی واسطہ رکھتا ہوں' مگر تیرے اور صرف تیرے لئے۔''

عشق و محبت میں اپنی کیفیت

عشقے کہ زتو دارم اے شمع چگل
دل داند و من دانم من دانم و دل

اے شمع جو عشق مجھے تجھ سے ہے میں جانتا ہوں اور میرا دل جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

چاند ہے ستارہ ہے پھول ہے کہ خوشبو
میرے لئے تو صنم ہر روپ میں ہے تو ہی تو

دل خواست کہ آرد در عبارت
ہم عقل بسوخت ہم عبارت

دل نے چاہا کہ محبوب کے حسین چہرے کا وصف تحریر کروں اس کے چہرے کی شمع نے ایک تازیانہ مارا جس سے عقل بھی جل گئی اور عبارت بھی۔

من کہ در شکل ہا حیرانم
سیر اوصاف اوکجا دانم

میں تو محبوب کے حسن و جمال پر حیران ہوں کہ اس کے اوصاف کیسے بیان کروں۔

اے آتش فراقت دل کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جان خراب کردہ

تیری فراق کی آگ نے دل جلا دیا اور تیری ملاقات کے شوق نے جان تباہ کر دی۔

چو باد صبا در بدر کو بکو
طلبگار اویم طلبگار او

باد صبا کی طرح ہم در بدر کوچہ بکوچہ دوست کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

سنگ در دست تو گہر گردو
زہر در طعام تو شکر گردو

اے محبوب پتھر تیرے ہاتھ میں گوہر بن جاتا ہے
تیری طرف سے زہر بھی شکر محسوس ہوتی ہے

ہر دل کہ در و مہر تو آویختہ شد
آویختہ شد عاقبت از کنگرہ عشق

جو دل محبوب کی محبت میں اٹک گیا آخر وہ عشق کے کنگرے لٹک گیا۔

دارد دوسر ایں رشتہ یکے عجز و دگر ناز
زیں سو ہمہ عجز آمد وزاں سو ہمہ ناز

اس عشق کے رشتے کے دورے ہیں ایک عجز دوسرا ناز۔
محبّ کی طرف سے عجز ہے اور محبوب کی طرف سے سب ناز۔

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست
تہی کرد مرا از من و پر کرد وز دوست
اجزائے و جودم ہمگی دوست گرفت
نامے است ز من و باقی ہمہ اوست

عشق آیا اور میرے رگ و ریشہ میں خون کی طرح داخل ہو گیا۔ عشق نے مجھے اپنے آپ سے خالی کر دیا اور میرے اندر دوست بھر دیا۔ میرے وجود کے سب اجزاء دوست نے لئے اور میرا نام ہی رہ گیا باقی سب وہی ہے۔ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے جو کچھ اس کے اندر جاتا ہے جل کر راکھ ہو جاتا ہے محبوب کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم
خاکے شوم و بر زیر پائے توزیم
مقصود من خستہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم از برائے تو زیم

میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیری وفا میں زندگی گزاروں، مٹی ہو جاؤں اور تیرے قدموں کے نیچے رہوں، مجھ خستہ کا مقصود دونوں جہانوں میں تو ہی تو ہے، تیرے ہی لئے زندہ رہنا چاہتا ہوں اور تیرے ہی لئے مرنا چاہتا ہوں۔

چاند ہے ستارہ ہے پھول ہے کہ خوشبو
میرے لئے تو محبوب ہر روپ میں ہے تو ہی تو
منزلہائے تو شد سینہ ویران من
لاجرم باشد ہمیشہ گنج در ویرانہ

میرا ویراں دل تیری منزل گاہ بن گیا اس وجہ سے کہ خزانہ ہمیشہ ویرانے میں ہوتا ہے۔

نئے حرف محبت کے نوش کرو
کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرو

جس نے محبت کا پیالہ نوش کیا دنیا و عقبیٰ بھول گیا۔

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

جس زمین پر اے محبوب! تیرے قدموں کے نشاں آئے سالہا سال صاحب ذوق لوگ وہاں سجدے کرتے رہیں گے۔

وہاں وہاں میں سجدے میں سر جھکاتا ہوں
جہاں جہاں سے تیرا کارواں گزرتا ہے
یہ سن کے ہم نے مے خانے میں اپنا نام لکھوایا
جو مے کش لڑ کھڑاتے ہیں وہ بازو تھام لیتے ہیں

اور اے میرے محبوب!

فرشتے آسمان سے دیکھتے ہیں نقش پا ان کے
جو تیرے در پہ بیٹھے ہیں فقیر و بے نوا بن کر
زندہ آنست کہ جانے دروست
اوست کہ از عشق نشانے دروست

زندہ وہ ہے جس کے اندر جان ہے یعنی جس کے اندر عشق کا نشان ہے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مجاں ہرگز نہ میرد

دنیا ختم ہو جائے تو ہو جائے لیکن عاشق لوگوں کا چراغ ہمیشہ روشن رہے گا۔ بلکہ

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است
جائے کہ کس است حرفے بس است

(دانا کیلئے اشارہ ہی کافی ہے۔)

نشاط روح بن کر عشق کا پیغام آتا ہے

مگر دل جن کے زندہ ہیں انہیں کے نام آتا ہے

☆ عشق محبوب ﷺ پوری طرح دل میں جاگزیں ہوتو حبشہ کے بلال رضی اللہ تعالی عنہ کے پاؤں کی آہٹ لامکاں سے بھی آگے سنائی دیتی ہے۔

☆ تمام حاضرین نے سنا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی میت کو دفنانے کیلئے حجرہ اطہر کے سامنے لایا گیا تو وصیت کے مطابق اجازت طلب کی گئی۔ محبوب کریم ﷺ کی قبر اطہر سے آواز آئی محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ' اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ محبوب کریم ﷺ کو زندہ تصور نہ کرتے تو یوں اجازت طلب نہ کرتے۔

عشق کا مقام دل ہے اس کی تاثیر بڑی حیرت انگیز ہے' عشق صدیقوں کا امام ہے۔ اس نے بڑی بڑی مشکلات میں عقل انسانی کی رہنمائی کی ہے' لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کیا ہے' اس کے کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

اگرچہ عشق کا فیصلہ اکثر عقل سے متصادم ہوتا ہے مگر جب اس کا فیصلہ ایک بار نافذ ہو جائے تو ساری سازشیں خود بخود دم توڑ جاتی ہیں۔ دشمنوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ خاکی جسم بہ سبب عشق سدرۃ المنتھی سے بھی آگے نکل گیا جہاں جبرائیل علیہ السلام بھی نہیں جا سکتے۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما
اے دوائے جملہ علت ہائے ما

عشق کرم دا قطرہ ازلی تیں میں دے وس ناہیں
اکناں لبھدیاں ہتھ نہ آوے اکناں دیوچہ راہیں
عشق تیرے دی نہر وگے گئی تریاں کرماں والڑیاں
کئی کوہجیاں بھی لنگھ پار گیاں کئی رُوون شکلاں والڑیاں

عشق اول در دِل معشوق پیدا مے شود

عشق وہ بلا ہے کہ حسن ازل کو بھی
تخلیق کائنات پہ مجبور کر دیا

ہم سب انسان ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمام انسانوں کے دل میں محبت کے جذبات موجود ہیں لیکن یہ جذبات بعض لوگوں کے دل میں بہت زیادہ ہوتے ہیں بعض میں کم جن لوگوں میں محبت کی کمی ہوتی ہے ان کی سب مذمت کرتے ہیں ان کو مردہ دل مٹی کی دیوار' سنگ دل وغیرہ کے القاب دیئے جاتے ہیں۔ یہ محبت صرف انسان کے دل میں نہیں ہے بلکہ جانور بھی اس سے بہرہ ور ہیں اور اب تو سائنس کی نئی ایجادات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ محبت نباتات اور جمادات میں بھی کارفرما ہے۔ جیسے کشش ثقل (Gravity) اور

کائنات کے مختلف ذرات مثل الیکٹرانس، پروٹرانس اور نیوٹرانس کے آپس کے ملاپ کشش اور جذب کے ناموں سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ ذرات کائنات کی ہر چیز میں موجود ہیں اور ان ہی وجہ سے کائنات کی ہر چیز میں حرکت پائی جاتی ہے اور دنیا کا پروگرام چل رہا ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں جذبات ومحبت اس لئے کارفرما ہے کہ خالق کائنات نے کائنات کو پیدا ہی اس غرض سے فرمایا۔ محبوب حقیقی نے ارشادفرمایا! کنت کنزا مخفیا فاحبت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی میں حسن و جمال وکمالات کا ایک مخفی خزانہ تھا مجھے اس بات کا عشق ہوا کہ میں پہنچانا جاؤں یعنی میرے حسن و جمال وکمالات کو دیکھ کر لوگ مجھ سے محبت کریں۔

عشق اول در دلِ معشوق پیدائے شود

اس عشق ومستی کا اعادہ پھر اس وقت ہوا جب محبوب حقیقی نے روحوں سے خطاب فرمایا کہ الست بربکم یعنی کیا میں تمہارا محبوب نہیں ہوں؟ اس کے جواب میں روحوں نے جواب دیا، قالو بلیٰ یعنی بے شک تو ہمارا محبوب ہے۔ یہ کہہ کر مسلمانوں کی روحیں مست و سرشار ہو کر محبوب حقیقی کے سامنے سجدہ میں گر گئیں۔ محبوب حقیقی نے عشق ومحبت کو آئین مذہب قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا! والذین امنوا اشد حبا للہ یعنی جو لوگ ایماندار ہیں ان کے دلوں میں محبوب حقیقی کیلئے شدید محبت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں محبوب حقیقی کی محبت نہیں ہے وہ ایماندار بھی نہیں ہے بلکہ بے ایمان ہے اور محبوب دو جہاں ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا! الالا ایمان لہ من لا محبۃ لہ یعنی خوب اچھی طرح سن لو جس کے دل میں محبت نہیں ہے وہ اماندار نہیں ہے بلکہ بے ایمان ہے یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔

حسن

چاند ہے ستارہ ہے پھول ہے کہ خوشبو
میرے لیئے تو صنم ہر روپ میں تو ہی تو
وہ حسن کیا جس میں نزاکت نہ ہو
وہ نزاکت کیا جس میں لطافت نہ ہو
وہ لطافت کیا جس میں دلربائی نہ ہو
وہ دلربائی کیا جس میں کج ادائی نہ ہو
وہ کج ادائی کیا جس میں پیار نہ ہو
وہ پیار کیا جس میں انکار نہ ہو
وہ انکار کیا جس میں اقرار نہ ہو

وہ اقرار کیا جس میں انتظار نہ ہو
وہ انتظار کیا جس میں وصل نہ ہو
وہ وصل کیا جس میں من و تو ہو
بس رہا ہے میرے آنکھوں میں وہی جان بہار
جس کا ہم رنگ کوئی پھول دنیا میں نہیں

محبت میں ہر چیز بنام محبوب

محبت کا مفہوم یہ ہے ''طبیعت کا کسی بھی لذیذ چیز کی طرف مائل ہونا'' اگر یہ میلان شدید اور سخت ہو جائے تو اس کو عشق کہا جاتا ہے۔ آخر معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا غلام بن جاتا ہے' اس کی خاطر ہر مملوکہ چیز خرچ کر دیتا ہے۔ دیکھئے زلیخا کا کیا حال تھا' وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں مبتلا ہوئی' تو اس کا حسن' مال و جمال سب کچھ چلا گیا۔ اس کے پاس ستر اونٹ کے بوجھ کے برابر جواہرات اور ہار تھے۔ اس بیچاری نے سب مال حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں لگا دیا' جو آدمی بتاتا کہ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اسے ہار دے کر مالدار کر دیتی۔ آخر اس کے پاس کچھ باقی نہیں بچا۔ اس کا نام ہی یہ پڑ گیا'' ہر چیز بنام یوسف'' وہ شدت شوق میں سب کچھ بھلا بیٹھی۔ آسمان کی طرف دیکھتی تو ستاروں پر بھی یوسف کا نام لکھا پاتی۔

میں کر رہا تھا ان سے تصور میں گفتگو
دنیا سمجھ رہی تھی دیوانہ ہو گیا!
سب کچھ لٹا کے محبت میں اہل دل
خوش ہیں جیسے دولت کونین پا گئے
دل تو کیا شے ہے بھلا اس کی حقیقت کیا ہے
مانگئے جان بھی گر آپ تو انکار نہیں ہے

محبت

ہمیں محبت کیوں ہوتی ہے؟ شاید اس لئے کہ اس کے بغیر زندگی بے معنی ہے۔ لیکن چاہنے والوں سے ایک سوال ہے میرا کہ جب وہ محبت کرتے ہیں تو اسے ادھورا کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟ کیا محبت میں کوئی سچائی نہیں؟ جب وہ محبت کرتے ہیں تو بے وفائی کیوں کر

جاتے ہیں؟ کیا انہیں محبت پر اعتبار نہیں؟ جب وہ محبت کرتے ہیں تو دل کیوں توڑ دیتے ہیں؟ کیا محبت میں کوئی جذبات نہیں؟ جب وہ محبت کرتے ہیں تو دل کیوں توڑ دیتے ہیں؟ جب وہ محبت کرتے ہیں تو وہ زندگی سے بہت دور کیوں چلے جاتے ہیں؟ کہ انہیں انہیں دوسروں کا احساس نہیں۔شاید نہیں۔۔۔۔

محبوب؟

آدمی حسین شے کو محبوب کیوں بناتا ہے؟ وجہ یہ ہے روح خود حسین ہے' بے عیب ہے' اس لئے بے عیب کو پسند کرتی ہے۔ظاہری حسن روح کے بکھرے ہوئے ذرات کو متحد کر دیتا ہے۔

کان کا محبوب ۔۔۔ خوبصورت آواز۔ آنکھ کا محبوب ۔۔۔ حسین منظر منہ کا محبوب ۔۔۔ لذیذ شے۔ ناک کا محبوب ۔۔۔ عمدہ خوشبو پاؤں کا محبوب ۔۔۔ بلند منزل۔ ہاتھ کا محبوب ۔۔۔ خوبصورت شے

محبوب احساس بن کر دل میں رہنے لگ جاتا ہے' دل محبوب کا گھر ہے' دل آپ کا ہے مگر آپ اس کے اندر خود نہیں رہ سکتے' دوسرے کو یہ گھر بغیر کرایہ کے مفت دینا ہوگا اور جب محبوب دل میں رہنے لگ جائے چونکہ دل مرکز جسم ہے اس لئے محبوب کا کنٹرول تمام اعضاء پر ہو جاتا ہے۔دنیا کی رونقیں محبوب کے دم قدم سے ہوتی ہیں۔انسان ہی نہیں چرند' پرند' درندے' پہاڑ' نہار' اشجار' احجار' ستارے' نظارے بہاریں' آبشاریں سب اپنے محبوب کا احترام کرتے ہیں۔اشجار و پہاڑ محبوب کے احترام میں کھڑے ہیں چوپائے کورنش لا رہے ہیں۔

حشرات سجدہ ریز ہیں' دریا اور نہریں مستی میں جھوم جھوم کر رواں دواں ہیں۔ پرندے محبوب کی خوشی میں نغمہ سرا ہیں۔پانی کا محبوب سمندر ہے' پانی جتنا چاہے دور چلا جائے آخرکار سمندر کے پاس ضرور جاتا ہے۔قطرے کو ندی سے پیار' ندی کو نالے سے' نالے کو نہر سے' نہر کو دریا سے اور دریا کو سمندر سے اور سمندر کو سورج سے' ہر ایک اپنے محبوب کی طرف جانے پر مجبور ہے کیونکہ محبت مجبور کرتی ہے۔منزل کی طرف لے جاتی ہے۔

محبّ کون ہے؟

حقیقی محبّ کون ہوتا ہے؟ کس طرح معلوم ہوگا؟ بس چھوٹی سی نشانی ہے کہ ایک نیزہ اس کے پہلو میں مارو جان نکل جائے تو بھی اس کو خبر نہ ہو یہ سچا محبّ ہے۔محبوب جان مانگے تو لٹا دیتا ہے' سر مانگے تو کٹا دیتا ہے' محبوب کے سوا سب کچھ بھلا دیتا ہے' آزادی ناپسند

کرتا ہے، محبوب کی زلفوں کا قیدی رہنا پسند کرتا ہے، دولت کا مفہوم بدل جاتا ہے۔اس کے سامنے شاہی سے کشکول گدائی عظیم ہوتا ہے عجیب حالت ہوتی ہے۔

اندھا بھی ہوتا ہے بینا بھی
کمزور بھی ہوتا ہے اور توانا بھی
گدا بھی ہوتا ہے بادشاہ بھی
جاہل بھی ہوتا ہے آگاہ بھی
مجنوں بھی ہوتا ہے دانا بھی

مجبور بھی ہوتا ہے مختار بھی، شکاری بھی ہوتا ہے شکار بھی، تندرست بھی ہوتا ہے بیمار بھی۔اسے مصیبت عنایت لگتی ہے تلخی گفتار شریں محسوس ہوتی ہے۔اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا پھر بھی سب کچھ ہوتا ہے۔کبھی خاموش ہو جاتا ہے کیونکہ خاموشی انمول ہیرا ہے اس سے محبت بڑھتی ہے۔جب محبت میں دل بھر جائے تو شور کم ہو جاتا ہے۔خالی برتن زیادہ شور کرتا ہے۔خاموشی دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے ہر مصیبت کیلئے ایک حصار ہے۔کسی نے حکیم المحبت سے پوچھا کہ میں حقیقت جاننا چاہتا ہوں۔جواب آیا خاموش ہو جاؤ'' بہر حال کامل محبّ پروانہ ہے جو جلنے کے سوا کچھ نہیں جانتا لیکن ایک بات یاد رکھیئے مکھی نے چینی پسند کی اور پروانے نے آگ پسند کی۔بس اسی بات سے سمجھ لو ہوس کیا ہے اور محبت کیا ہے؟

از سوز محبت چہ خبر اہل ہوس را
ایں آتش محبت است نہ سوز دعمہ کس را

سچے محبّ کے اندر ہوس لالچ نہیں ہوتا ضرورت کی محبت اور شے ہے اور محبت کی ضرورت اور شے ہے۔

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوع انسان کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

محبت کا مفہوم کس سے سمجھوں؟

میں نے ایک ماں سے پوچھا محبت کیا ہے؟ کہنے لگی بچوں کی بہت بہتر پرورش کرنا۔ایک بیوی سے پوچھا محبت کیا ہے؟ کہنے لگی خاوند کو دیوتا بنانا اور خود پجارن بننا۔استاد سے پوچھا محبت کیا ہے؟ کہنے لگے بچوں کو اعلیٰ اخلاق سے مزین کرنا اور خلوص سے پڑھانا۔ایک لیڈر سے پوچھا محبت کیا ہے؟ فرمانے لگے عوام اور آرام کو اکٹھا کرنا۔ایک بچے سے پوچھا محبت کیا ہے؟ بولا پپی، پیار۔میں نے ایک خشک مولوی صاحب سے پوچھا محبت کیا ہے؟ ''باوضو رہنا اور نماز کی پابندی اور شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا۔'' میں نے ایک یتیم سے

پوچھا محبت کیا ہے؟ وہ رو پڑا کہنے لگا مجھے معلوم نہیں۔ ایک تاجر سے پوچھا گیا محبت کیا ہے؟ اس نے توجہ ہی نہ دی الٹا مجھ سے پوچھتا ہے یہ کاروبار کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے ایک باپ سے پوچھا محبت کیا ہے؟ ''کہنے لگا بیٹے کبھی سوچا ہی نہیں سارا دن بچوں کیلئے روٹی کماتا ہوں' رات کو بے سدھ ہو کر سو جاتا ہوں۔ ایک لڑکی سے پوچھا محبت کیا ہے؟ وہ شرما گئی اور دوڑ گئی۔ آسمان سے پوچھا گیا محبت کیا ہے؟ کہنے لگا مسلسل رونا۔ سورج سے پوچھا محبت کیا ہے؟ کہنے لگا زمین کے غم میں جلنا۔ میں نے پھول سے پوچھا محبت کیا ہے؟ مسکرایا اور مرجھا گیا بھنورے سے پوچھا محبت کیا ہے؟ اس نے میری طرف دیکھا بھی نہیں اور اڑ کر دوسری کلی کے پاس چلا گیا۔ کوئل سے پوچھا محبت کیا ہے؟ بولی غم فراقِ محبوب میں جلنا اور آہ وزاری کرنا۔ مچھلی سے پوچھا محبت کیا ہے؟ ''بولی وصال یار۔'' ایک کتے سے پوچھا محبت کیا ہے؟ ''بولا جس کا کھانا پھر اس کے در سے نہ جانا۔'' میں نے رات کو جلتی ہوئی شمع سے پوچھا محبت کیا ہے؟ وہ کہنے لگی صبح کو آیئے گا جواب دوں گی اس وقت میں پروانوں کے ہجوم میں ہوں۔ میں صبح صادق کو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شمع پروانوں کے ساتھ لپٹی ہوئی ہے۔ میں نے رات والا سوال دہرایا تو کہنے لگی محبت نام ہے رونے کا اتنا رونا اتنا رونا کہ دل و جگر بھی آنسوؤں میں بہہ جائیں۔ میں نے پروانے سے پوچھا محبت کیا ہے؟ کہا ''جان کا دیدار کرنا خواہ جان چلی جائے۔''

شام کے وقت میں بیری کے درخت کے قریب پہنچا اس سے پوچھا محبت کیا ہے؟ کہنے لگی کل بارہ بجے آنا پھر جواب دوں گی۔ میں دوسرے دن ٹھیک بارہ بجے درخت کے قریب پہنچا تو دیکھتا ہوں چند بچے ہاتھ میں پتھر لئے درخت کو زور زور سے مار رہے تھے۔ بچے پتھر مارتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں پتھر شجر کو لگتا ہے بدلے میں وہ اپنا ثمر دیتا ہے وہ ثمر جو اس نے خونِ جگر دے کر پالا تھا۔ بچوں نے پھر پتھر مارا درخت نے پھر بیر دیئے۔ جب بچے چلے گئے تو درخت نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کچھ دیکھا؟ یہی محبت ہے۔ ''خود غم سہنے' زخم برداشت کرنے اور دوسروں کو سکھ دینا۔''

میں پھرتا پھرتا جنگل میں چلا گیا وہاں ایک بزرگ دھونی رما کر بیٹھے تھے میں بھی قریب بیٹھ گیا۔ نروان و گیان کیلئے اپنے دھیان میں تھے۔ آنکھ کھولی تو بولے بیٹا محبت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ پھر خود ہی بولے انسان لامکانی پرندہ ہے اور دنیا کے پنجرے میں قید ہے۔ اے انسان اگر تو آزاد ہونا چاہتا ہے تو محبت اختیار کر' تو روشن ہونا چاہتا ہے تو محبت کی آگ میں جل جیسے سورج جلتا ہے' تو آزاد ہونا چاہتا ہے تو محبت کی قید میں آ جا' خود کو زندہ رکھنا چاہتا ہے تو پروانہ بن کر محبت میں جل جا' عقل مند بننا چاہتا ہے تو محبت میں دیوانہ بن جا' راز جاننا چاہتا ہے تو لب' کان اور آنکھیں بند کر لے۔ محبت دونوں جہانوں میں بہترین نعمت ہے' سب سے بڑا کرم ہے۔ دنیا کے سفر میں اگر محبت شریک سفر ہو تو ہر ملک میں

فائدہ ہی فائدہ ہے' صرف دنیا ہی نہیں آخرت میں بھی گراں قدر شے ہے اگر آپ محشر میں محبت کے سوا کچھ اور لے گئے تو سب بے کار ہوگا۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا! الانسان مع من احبیعنی قیامت کے دن انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ محبت کے درد والم سے خوش ہونا چاہئے کیونکہ اگر تم اس سے ہلاک ہو گئے تو حیات جاوداں پا جاؤ گے۔ محبت نابود چیزوں میں زندگی پیدا کرتی ہے یہ مشکلات کا حل ہے۔

اس کا مقام عقل سے بلند ہے۔ عورت کا پیار نفس میں ہوتا ہے اسے شہوت کہتے ہیں' بچوں کی محبت جگر میں ہوتی ہے اسے شفقت کہتے ہیں' اللہ کا پیار دل میں ہوتا ہے اسے محبت کہتے ہیں۔ آنکھیں دو' کان دو' ہاتھ دو' پاؤں دو' ٹانگیں دو لیکن دل اور زبان ایک ہیں دو زبانیں ہوتیں دو دل ہوتے لیکن ایسا نہیں اس لئے کہ ایک زبان اشارہ کر رہی ہے صرف ایک کا ذکر کرو اور ایک کا ذکر کرو اور ایک دل اشارہ کر رہا ہے اس میں صرف ایک ہی کی گنجائش ہے۔ تھوڑا سا توقف کرنے کے بعد مجھ سے پوچھنے لگے بیٹا یہ بتاؤ اس دنیا کے اندر قرار کیوں نہیں؟ میں چپ رہا پھر خود ہی فرمانے لگے' کبھی بچھڑے ہوئے کو قرار آتا ہے میں نے کہا نہیں' تو فرمانے لگے' روح اپنے اصل سے بچھڑ کر بدن میں یعنی پردیس میں آ گئی ہے اور بیقرار رہتی ہے جب تک اپنے مقام پر نہ پہنچ لے بیقرار رہے گی' بیقرار رکھے گی۔

بیٹے یہ یاد رکھنا تمام نشوں سے بڑھ کر محبت کا نشہ ہے خود شراب چکھ لے تو نشہ میں آ جائے۔ محبت کا نغمہ سن کر پتھر موم ہو جاتے ہیں بلکہ بعض پتھر تو اپنا سینہ چاک کر لیتے ہیں اور اس قدر روتے ہیں کہ جو ہڑ کے جو ہڑ لگ جاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں چشمہ جاری ہو گیا۔ چشم اور چشمہ یہ دونوں الفاظ کتنے ملتے جلتے ہیں۔ پتھر کے آنسو پیاس بجھاتے ہیں اور محبت کے آنسو جہنم کی آگ بجھاتے ہیں۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

بہرحال

کچھ حقیقت نہ ہو محبت کی
نشہ سا اک ضرور ہوتا ہے

ہر انسان کا محبوب جدا

ہر انسان کا محبوب جدا' ہر انسان کی محبت جدا' اسی طرح ہر انسان کے ساتھ محبت کی تاثیر بھی الگ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نے ہر ایک سے مختلف payche of love بیان کی ہے۔ مصنف تصانیف لکھتے گئے' مقرر تقاریر کرتے گئے' شعراء دیوان بھرتے گئے' کتابوں

کے ڈھیر لگ گئے مگر محبت کی جامع تعریف نہ ہو سکی۔ محبت' اللہ تعالیٰ اس کو سلامت رکھے ایک کھیل کی طرح شروع ہوتی ہے لیکن بہت سنگین معاملے پر ختم ہوتی ہے۔ اس کے اصل جوہر کو سمجھنا مشکل ہے۔ یہ دریا ہے جس کی گہرائی معلوم نہیں' یہ شراب بغیر پیالہ کے ہے جس کا نشہ معلوم نہیں' یہ آگ بغیر دھوئیں کے ہے جس کی تپش معلوم نہیں' یہ شعلہ بغیر چراغ کے جس کی بھڑک معلوم نہیں' یہ گٹھری ہے بغیر بوجھ کے' یہ تالا ہے بغیر چابی کے' یہ بیماری ہے بغیر دوا کے' یہ تپتا صحرا ہے' یہ اشکوں کا دریا ہے' یہ شکاری ہے اس نے بڑوں بڑوں کا شکار کیا اور تباہ کیا۔ محبت جس کیلئے شیریں' لیلیٰ' سسی' ہیر' سوہنی کے نام پھولوں کی خوشبو بن گئی اس کیلئے فرہاد نے پہاڑ کا دل چیر کر نہر بہا دی' اس کے وجہ سے مجنوں نے خاک چھانی' مہینوال نے جان کی قربانی دی' رانجھا نے در چھوڑا' انہوں نے باپ سے ناطہ توڑا۔ محبت ایک خزانہ ہے جس میں طرح طرح کے ہیرے جواہرات موجود ہیں' محبت زہر کو گلقند بناتی ہے' محبت شیخ کو چاند دیکھاتی ہے' محبت آگ ہے جو دو جانوں کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ دوزخ کی آگ قہر سے پیدا ہوتی ہے' محبت کی آگ نے طور کو جلایا' محبت کی آگ نے نمرود کی آگ کو بجھایا۔ جس میں محبت نہیں وہ مردود۔۔۔۔ اور جو محبت کی آگ کو بجھائے وہ نمرود۔ محبت ایک خزانہ ہے اور تمام اعضاء اس کے طالب ہیں۔ جدھر محبت ہوتی ہے یہ تمام اعضاء اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ محبت ایک ایسی چیز ہے جس سے آسمان عبور ہو سکتے ہیں' دریا عبور ہو سکتے ہیں' سمندر عبور ہو سکتے ہیں۔ محبت ایک آگ ہے جو دھیمے دھیمے جلاتی رہتی ہے' آپ جتنا پانی ڈالیں ساون کا ہو یا اشکوں کا بجھے گی نہیں اور بڑھے گی۔ یہ آگ صرف تن ہی کو نہیں بلکہ دل جلاتی ہے جگر سلگاتی ہے۔

محبت ایک دریا ہے اس کی موجیں آدمیوں کو کھا جاتی ہیں' اس دریا میں کوئی کشتی نہیں ہوتی تیر کر پار جانا ہوتا ہے اور قدم قدم پر بھنور کوئی ملاح بھی نہیں' اس دریا کا پانی خون کی طرح سرخ ہوتا ہے' اناڑی کنارے پر کھڑا ہو جاتا ہے اور بڑے خوف سے دیکھتا ہے' آواز آتی ہے تو اپنی جان سے ڈرتا ہے۔ اس محبت کے دریا میں ہزاروں پیار کرنے والے غرق ہو گئے ہیں اگر یہ دریا پار کرنا چاہتے ہو تو ایک ہی طریقہ ہے جان دے کر جان بچالو۔

محبت درد بھی ہے دوا بھی' دوری ہو تو درد۔ قرب ہو تو دوا۔ محبت کبھی سکون ہوتی ہے کبھی اضطراب' محبت ایک فتح ہے جو دلوں کو فتح کرتی ہے نہ صرف جسم بلکہ روح پر بھی قبضہ جما لیتی ہے۔ یہ فاتح بہت نرم و نازک ہے مگر گھاؤ بڑے گہرے لگاتا ہے۔ محبت میں جان دینے والا امر ہو جاتا ہے۔ خلیل علیہ السلام نے محبت میں تن من دھن قربان کر دیا وہ محبوب کی محبت پانے کیلئے آگ میں چلے گئے۔ محبوب کی خاطر بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی اس محبت کی سمجھ نہیں عجیب راز ہے۔ سر بستہ راز کھولنا چاہو تو اور پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔

جب جسم ہی سارا جلتا ہو

پھر دامن دل کو بچانا کیا

محبت بہت عظیم اور انوکھی شے ہے

محبت طویل قربت کا ردعمل نہیں یہ تو وحی کی طرح ہماری روحوں میں اتاری جاتی ہے' یہ تو ایک احساس ہے جو محسوسات سے ماروئی ہے' یہ احساس روحانی ہم آہنگی سے جنم لیتا ہے۔ ہم جذبہ محبت کی تخلیق پر قادر نہیں' اسے ایک مدت تو کیا صدیوں میں بھی تخلیق نہیں کیا جا سکتا پھر اسے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ پہلی وہ سچی محبت ہوتی ہے ایسی زور آور ہے جو آندھی و طوفان کی طرح ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ محبت ایک احساس ہے جو کسی خاردار شاخ کی طرح دل کی تہوں میں اتر کر زندگی بھر کسک دیتا رہتا ہے' اگر دنیا سے محبت اٹھ جائے تو پھر نفرت کے کانٹے انسانیت کا دامن تار تار کر دیتے ہیں اور ہر طرف آہوں اور سسکیوں کی بازگشت سنائی دینے لگتی ہے۔ محبت خدا سے ہو یا بندوں سے عظیم ہے اس لئے انسان کو ہر طرف محبت کے پھول بکھیرنے چاہئیں تا کہ نفرت کے کانٹے انسان کے دامن تک نہ آسکیں۔ محبت بہت عظیم اور انوکھی شے ہے جن انسانوں کے دلوں میں انسانیت کیلئے محبت ہوتی ہے وہ بھی عظیم ہوتے ہیں یہ تو ایک لافانی جذبہ ہے جس میں دنیا کے قائم و دائم رہنے کا راز پنہاں ہے۔

محبت آساں نہیں ہے

محبت آسان شے نہیں ہے یہ اندازہ آپ پتنگے کو دیکھ کر لگا سکتے ہیں اس میں موت کو بخوشی گلے لگانا پڑتا ہے۔ جب آپ کی محبت کے ساتھ شناسائی ہوگی تو آپ کا امتحان لینے کیلئے محبت سب سے پہلے آپ کو غموں کے حوالے کرے گی گویا کہ میں یوں کہوں کہ جب آپ محبت کے سفر پر گامزن ہوں گے تو غم آپ کا شریک سفر ہوگا۔ آپ واقعی محبت کی شاہراہ پر چل رہے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ چہرہ زرد' آہیں سرد' دل بادرد' آنکھیں اشکبار' دل بیقرار سرگرداں' پریشان' غمگسار کو پانے کیلئے غمگین ہونا ضروری ہے۔ محبت آپ کو غم عطا کرے گی۔ غم' چشم نم' زیادہ ہو یا کم درنایاب ہے' یہ عظیم دولت ہے' عطا ہے اور قسمت والوں کو ودیعت کی جاتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ' دولت مند ہیں وہ لوگ جو غم محبوب سے نوازے گئے ہیں۔ آدمی جب تک درد والم' رنج ومحن کی آگ میں نہ جلے تو اس وقت تک محبت کی خوشبو مسام جان تک نہیں پہنچتی۔ جب کوئی مصیبت آسمان سے نازل ہوتی ہے تو حکم ہوتا ہے اسے محبت کرنے والوں کے دل پر رکھ دو۔

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا

کچھ آگ بچ رہی تھی سو پریمی کا دل بنا

دکھ تو ہوگا۔کوئی وصل میں جلے گا کوئی فصل میں جلے گا۔

جلے فرقت میں ہم اور وصل میں پروانہ محفل
کوئی دور جلتا ہے کوئی نزدیک جل جاتا ہے

ایک محبّ کو دیکھا وہ زمین پر نحیف و ناتواں پڑا ہے اور ایک بھیڑیا اس کے جسم سے گوشت نوچ رہا ہے۔ حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قریب گئے۔بھیڑیئے کو مار بھگایا اور اس محبّ کا سر اٹھا کر گود میں رکھ لیا اور پوچھا کتنی مدت سے تو اس ملال میں ہے؟ بزرگ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور غصے سے کہا تو کون ہے! جس نے میرے اور محبوب کے درمیان جدائی ڈال دی۔ واہ! سبحان اللہ! محبت کے کیا رنگ ہیں!!!

لوگ درد سے چھٹکارے کیلئے دوا کی آرزو کرتے ہیں اور یہ درد برقرار رکھنے کیلئے دواؤں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ان سے کہو کہ دونوں جہاں لے لو اور درد محبت دے دو اللہ شاہد ہے ہرگز راضی نہ ہوں گے۔ بہت کنجوس ہوتے ہیں سب کا درد اکٹھا کر لیتے ہیں مگر اپنا درد کسی کو نہیں دیتے۔اصل میں بات یہ ہے کہ ابتداء ہی میں محبت نے جب ان کو غم کے حوالے کیا تو پریمیوں نے غم سے پیار کرنا شروع کر دیا اور زیادہ عرصہ اس کے ساتھ رہنے سے عادی ہو گئے۔محبّ خود کو بیقرار بے خود کر لیتا ہے اور سودائیوں کی طرح پھرتا ہے۔سب سے منہ موڑ کر صرف ایک سے ناطہ جوڑ کر دل خون بن کر آنکھوں کے راستے بہنے لگتا ہے وہ خود کو غموں کے ہاتھوں بیچ کر محبت خرید لیتا ہے۔زمین و آسمان ایک سیپ کی مانند ہیں اور اس میں محبت موتی کی مثل ہے، ہر شخص اس موتی کے لائق نہیں ہے یہ موتی قیمتی موتی ہے، دُرِ نایاب ہے دینے سے پہلے ہر طرح سے آزمایا جاتا ہے کہ کسی مشک پر ڈول تو نہ جائے گا؟ ہر مصیبت نازل کر کے آزمایا جاتا ہے پھر جب اس کی حفاظت کے قابل سمجھا جاتا ہے تو موتی عطا کر دیا جاتا ہے۔اب آپ خود سوچیں جس کو دنیا کی قیمتی ترین چیز مل جائے وہ مجنوں نہ بنے گا تو کیا بنے گا؟ وہ تو دیوانہ ہو جائے گا اس لئے جسے محبت مل جاتی ہے وہ خوشی سے پاگل ہو جاتا ہے اس کی حالت عجیب ہو جاتی ہے ہر وقت غمِ محبوب کی شراب پیتا ہے اور جیتا ہے ہر وقت مدہوش رہتا ہے۔

اہل دل کون؟

اہل دل اس کو دل نہیں کہتے
جو تڑپتا نہ ہو کسی کے لئے

اہل دل وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے دل کو محبوب حقیقی کی محبت میں فدا کر دیتے ہیں اور دل اس محبوب پاک ﷺ کو دے دیتے ہیں جو دل عطا کرنے والی ذات ہے۔ دل

کے سلطان کے سوا کسی کو دل نہیں دینا چاہئے اگر تم اہل نظر کو دیکھنا چاہو تو انہیں دیکھو جو اہل دل ہیں کیونکہ اہل دل ہی اہل نظر کہلاتے ہیں۔ عاشقوں کی صحبت ایک مدت العمر اختیار کرنے سے تجھے اہل دل اور اہل نظر بنا دے گی۔ اہل دل کی محبت اور دوستی تجھے خدائے بحر و بر تک پہنچا دے گی۔ کلی سے خوشبو کب ظاہر ہوتی ہے جب نسیم سحر اس کو چھوتی ہے، یعنی اس کی محبت سے اس کی اندرونی صلاحیت روشن ہو جاتی ہے۔ اے بندے! تیری روح بھی مثل غنچہ کے ہے اور تیرے اندر محبوب حقیقی کی محبت کا درد پنہاں ہے جب تو کسی اہل درد کی صحبت میں اپنے کو سپرد کر دے گا، تو وہ اہل دل مثل نسیمِ سحر تیری کلی شگفتہ کر دے گا اور وہ پنہاں درد ظاہر ہو جائے گا۔

دل ازل سے تھا، کوئی آج کا شیدائی ہے؟
تھی جو اک چوٹ پرانی، وہ ابھر آئی ہے؟

اگر تو نے کسی راہبر کا دامن نہ پکڑا تو تیری کلی ہمیشہ نا شگفتہ رہے گی اور تو گل تر نہ بن سکے گا۔ غنچہ یعنی شگفتہ ہو کر جب پھول بن جاتا ہے تو محفل میں اس کی قدر و منزلت اور شان و شوکت دراصل اسی نسیم ہی کے فیض کا صدقہ ہوتا ہے جو چمن میں اسے حاصل ہوئی تھی اور جس کی صحبت نے اس کو غنچہ سے گل تر بنا دیا تھا۔ ہمارے الفاظ جو درد و نور سے بھرے ہوئے ہیں سمجھ لے کہ یہ سب عشق کا اور اہل عشق کا ہی عطیہ ہیں۔ کاملین کی صحبت تجھے بھی کامل بنا دے گی جس طرح انار خنداں پورے باغ کو خنداں کر دیتا ہے۔ کسی عاشق کو ڈھونڈ لو اور اس سے دوستی، محبت اور الفت پیدا کر لو اگر ایسا کرنے میں تم کامیاب ہو گئے تو تم بھی اہل درد، اہل محبت، عاشق بن جاؤ گے اور یہی کامیابی و کامرانی ہے۔

عجب چیز ہے لذت آشنائی

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

☆ عشق و مستی اور جذب و رقت اپنے محبوب و مطلوب کی لگن میں مگن اور ماسوا سے کلیتاً بے خبر و بیگانہ ہوتی ہے۔
☆ پروانوں میں رقابت نہیں ہوتی۔
☆ پروانہ شمع کے جمال میں اس قدر محو و منہمک ہوتا ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کے سوا کوئی اور بھی شمع کا پروانہ ہے۔
☆ مومن کی محبت پتنگوں سے کہیں بالاتر، بعید از قیاس اور وراء الورا ہے۔

محبت اور آگ

ایک مرتبہ محبوب کریم ﷺ ایک غزوہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واپس تشریف لا رہے تھے کہ راہ میں ایک عورت اپنے بچے کو گود میں لیئے سامنے آئی اور عرض کرنے لگی کہ "یارسول اللہ ﷺ" ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہے کیا اللہ کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ محبت نہیں؟

محبوب دوجہاں ﷺ نے فرمایا! "ہاں بیشک اس سے زیادہ ہے۔" تو وہ بولی کوئی ماں تو اپنی اولاد کو خود آگ میں ڈالنا گوارہ نہ کرے گی۔ یہ سن کر فرط اثر سے محبوب کریم ﷺ رونے لگے۔ پھر سر اقدس اٹھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ صرف اس بندے کو عذاب دیتا ہے جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے۔

عشق کیا ہے؟ ایک مسلسل اضطراب

غزوہ احد میں قریش کا مشہور بہادر عبداللہ ابن قمیہ صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور محبوب دوجہاں ﷺ کے چہرہ مقدس پر تلوار ماری اس حملے میں خود کی دو کڑیاں چہرہ محبوب ﷺ میں گھس گئیں اور ایک دندان مبارک شہید ہوگیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کی کڑیوں کو زخم سے نکالنے کیلئے آگے بڑھے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم دی کہ خدا کیلئے یہ خدمت مجھے کرنے دو اور آگے بڑھ کر ہاتھ کے بجائے اپنے دانتوں سے ان کڑیوں کو کھینچا۔ پہلی مرتبہ ایک کڑی زخم سے نکلی مگر ساتھ ہی اس کے زور سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک دانت بھی گر گیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے دانت کا گرنا دیکھا تو وہ دوسری کڑی نکالنے کیلئے خود آگے بڑھے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر ان کو روکا اور پھر خود ہی دوبارہ اسی منہ سے دوسری کڑی نکالی اس مرتبہ پھر اتنا زور صرف کرنا پڑا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور دانت گر گیا۔

شوق بے پایاں و جوش بے حساب
عشق کیا ہے؟ ایک مسلسل اضطراب

ایک عاشق کی عاشقانہ موت

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد حرام میں داخل ہوئے، اسطوانہ کے نیچے ایک نوجوان کو دیکھا کہ بیمار تھا اور برہنہ تھا، اس کے غمگین دل سے آہیں نکل رہی

تھیں۔ فرماتے ہیں کہ میں اس کے قریب ہوا اور اس کو سلام کیا اور پوچھا! اے لڑکے! تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک غریب عاشق ہوں۔ میں اس کی بات سمجھ گیا' میں نے کہا۔ میں بھی تمہاری طرح ہوں۔ اس پر وہ رو پڑا اور میں بھی اس کے ساتھ رویا اس نے کہا۔ تم بھی روتے ہو؟ میں نے کہا! میں بھی تیری طرح ہوں' وہ بڑی شدت کے ساتھ رویا اور ایک زور کی چیخ ماری اور اسی وقت اس کی روح پرواز کر گئی۔

جذبات محبت چھپا نہ سکے پھر بھی صبر سے کام لیا
آنکھوں میں آنسو آگئے جب تیرا کسی نے نام لیا

☆ ایک بزرگ سے محبت کا مفہوم پوچھا گیا! انہوں نے فرمایا! اختلاط کم رہے زیادہ تر تنہائی اختیار کرے' ہر وقت متفکر رہے' خاموشی اختیار کرے' آنکھ اٹھائے تو دیکھے نہیں' آواز دی جائے تو سنے نہیں' بات کریں تو سمجھے نہیں' جب کوئی مصیبت آئے غم نہ کرے' بھوک آئے تو محسوس نہ ہو' برہنہ ہو تو پتہ نہ چلے' گالی ملے تو سمجھے نہیں' لوگوں سے ڈرے نہیں' خلوت میں محبوب کی طرف دھیان رکھے اور اس سے مانوس ہو۔

نہیں منت کش تاب شنیدن داستان میری
خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زبان میری

اس لیئے!

نہ چھیڑ اے ہم نشیں ناکامی حسرت کا فسانہ
کہ اب تو بات کرنے سے بھی دل میں درد ہوتا ہے

حضرت سمنون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت

حضرت سمنون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ محبت کے بارے میں بیان فرما رہے تھے۔ کہ ایک چڑیا ان کے قریب آ بیٹھی اور تھوڑی دیر کے بعد ان کے گود میں آ بیٹھی اور تڑپنے لگی اور مر گئی۔ دیکھئے درجہ محبت کا اثر۔ جو لوگ انکار کرتے ہیں وہ بتائیں کہ کاہے کا اثر تھا' جس نے جانوروں میں آگ لگا دی وہ انسان میں آگ لگا دے تو کیا بعید ہے۔

تذکرہ سوزِ محبت کا کیا تھا اک بار
تا دم مرگ زباں سے میری چھالے نہ گئے

☆ ایک بزرگ سے ان کے مرید نے اپنی محبت کا اظہار کیا فرمایا! تمہیں کیا محبت ہوتی ہم کو ہی تم سے محبت ہے اگر ہم اپنی توجہ کو ہٹا لیں تو تم کبھی ہمارے پاس نہیں آسکتے۔ چنانچہ مرید کے تنبیہ کیلئے انہوں نے ایک بار توجہ ہٹالی۔ کئی مہینے تک پاس آنے کی توفیق نہیں ہوئی حالانکہ تھا اسی شہر میں پھر توجہ کی تو آموجود ہوا' فرمایا دیکھا یہ ہے تمہاری محبت کی

حقیقت واصلیت۔

☆ جو محبوب کریم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرے مگر علماء وفقراء سے محبت نہ رکھے وہ کذاب ہے۔

لیلیٰ کی محبت میں مجنوں کا چلنا

مجنوں صاحب ایک دفعہ لیلیٰ کے گھر کی طرف چلے اونٹنی پرسوار ہوئے اونٹنی کے بچہ بھی تھا وہ اونٹنی چلتی اور بار بار پیچھے کو دیکھتی اور ذرا باگ سست دیکھتی تو پیچھے کو لوٹ پڑتی جب مجنوں کو کچھ افاقہ ہوتا تو پھر آگے کو چلاتا مگر اس طرح چلنے سے راستہ کچھ بھی قطع نہ ہوا آخر سمجھا کہ بچہ کی محبت اس کو روک رہی ہے تو کہتا ہے۔

هوىٰ ناقتي خلفي و قدامي الهوىٰ

فانى و اياها المختلفان

میری اونٹنی کا محبوب پیچھے ہے اور میرا محبوب آگے ہے میں آگے جانا چاہتا ہوں اور وہ پیچھے جانا چاہتی ہے میرے اور اس کے ارادہ میں اختلاف ہے یہ ساتھ نبھ نہیں سکتا لہذا چھوڑ دو اسے اب چھوڑنے کی ترکیب یہ بھی تھی کہ اونٹنی کو بٹھا کر اتر کر اس کو چھوڑ کر پیادہ چل دیتا، مگر عشق میں اتنا صبر کہاں بس فوراً دھڑام اوپر سے گر پڑا (عاشق کو فرصت مصالح کے سوچنے کی کہاں ہوتی ہے) تمام بدن چھت گیا اور خونا خون ہوگیا، سر پھوٹ گیا، ہاتھ پیر زخمی ہو گئے۔ اب اٹھ نہیں سکتا جس غرض کیلئے کودا تھا کہ لیلیٰ کی طرف جلدی چل دے، وہ بھی حاصل نہ ہوئی تو پڑے کہتا ہے کہ پیروں سے نہیں چل سکتا تو لڑھک کر تو چل سکتا ہوں بس لڑھک کر چلنا شروع کر دیا۔ مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے اور اس کیلئے گیند بن جانا بہتر ہے۔

شدت شوق

ذكر المحبته يا مولاى اسكرنى

وهل رايت محبا غير سكرانى

یعنی اے میرے آقا محبت کے ذکر نے مجھے بے ہوش کر دیا اور کیا تو نے کبھی سچے عاشق کو ہوش میں دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اونٹ جب بدمست ہوتا ہے تو چالیس روز تک چارہ نہیں کھاتا اور اگر اس پر کئی گنا بوجھ بھی لاد دیں تو بھی اٹھا لیتا ہے۔ اس لئے کہ اب اس

کے دل میں محبوب کی یاد جوش مار رہی ہے' وہ اپنے محبوب کی شدت شوق میں چارہ پسند نہیں کرتا اور بوجھ اٹھانے میں مشقت نہیں پاتا۔ جب اونٹ کا یہ حال ہے کہ وہ محبوب کی خاطر شہوات چھوڑ دیتا ہے اور بوجھ اٹھاتا ہے' اب تم ہی بتاؤ کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر بھاری بوجھ اٹھالیا؟ اگر تم نے آج تک ان میں سے ایک نیکی بھی نہیں کی تو تمہارا مسلمان ہونے کا دعویٰ بے معنی ہے' نہ دنیا میں نفع دے اور نہ آخرت میں' نہ مخلوق کے پاس نہ خالق کے پاس نفع بخش ہو۔

☆ حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا! محبت یہ ہے کہ ارادے مٹ جائیں' تمام صفات و حاجات جل کر راکھ ہو جائیں اور بحر اشارات میں اپنے آپ کو غرق کر دے۔

محبت کی وجہ سے ستاروں پر نظر

لیلیٰ نے مجنوں سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا! لیلیٰ۔ ایک روز کسی نے مجنوں سے کہا کیا لیلیٰ مرگئی ہے؟ اس نے کہا لیلیٰ تو میرے دل میں ہے۔ میں لیلیٰ ہوں۔ ایک دن لیلیٰ کے مکان کے پاس سے مجنوں گزرا' تو آسمان کی طرف نظر اٹھائی کسی نے کہا! اے مجنوں! آسمان کی طرف مت دیکھو بلکہ لیلیٰ کی دیوار کو دیکھو شاید تم اسے دیکھ پاؤ اس نے کہا! میں ستارے پر اکتفا کرتا ہوں کہ جس کا سایہ لیلیٰ کے مکان پر پڑھ گیا ہے۔

مجھے ان کی جدائی کا کوئی رنج نہیں
میرے خیال کی دنیا میں میرے پاس ہے وہ
صورت یار بس گئی دل میں
اب سراپا وصال ہیں ہم لوگ

آغاز وانجام محبت

منصور حلاج کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں اٹھارہ دن قید رکھا گیا۔ حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے پاس آئے اور فرمایا! اے منصور محبت کیا ہے؟ اس نے کہا! آج نہ پوچھو' کل پوچھنا۔ دوسرے دن لوگوں نے قید سے نکالا اور اسے قتل کرنے کیلئے فردِ جرم عائد کر دی۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے گزرے' تو منصور نے آواز دی اے شبلی! محبت کا آغاز جلنا اور انجام قتل ہونا ہے۔

☆ کہتے ہیں کہ عشق دراصل پردہ داری ہے' راز کھول دینا' حلاوتِ ذکر کے باعث

غلبہ شوق کی وجہ سے روح کا عاجز آ جاتا ہے' حتیٰ کہ اگر اس کا کوئی حصہ کاٹ دیا جائے تو محسوس نہ ہو۔

☆ حضرت محمد بن عبداللہ بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! میں نے بصرہ میں ایک اونچی چھت پر ایک نوجوان کو دیکھا' وہ اوپر سے جھانک کر لوگوں کو کہہ رہا تھا کہ جو شخص عشق میں مرنا چاہے' وہ اس طرح مرے کہ عشق میں موت کے بغیر کچھ بھلائی نہیں۔ پھر اس نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا اور اٹھایا تو وہ مردہ اٹھا۔

عشق کی منزل میں قدم سوچ کے رکھنا
دریائے محبت کے کنارے نہیں ہوتے
چنگاریاں ہیں نہ' آتش نہ شعلے
میں جلوؤں میں تیرے جلایا گیا ہوں

محبت کا نصف ذرہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو باغ کو سیراب کر رہا تھا۔ جوان نے عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی' اپنے رب سے دعا کیجئے کہ مجھے اپنی محبت کا ذرہ حصہ عطا فرما دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! تیرے اندر ذرہ کی طاقت نہیں۔ اس نے کہا اچھا! نصف ذرہ ہی عطا فرما دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی! اے میرے محبوب اس کو اپنی محبت سے نصف ذرہ عطا فرما دے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔ ایک طویل عرصے کے بعد اس نوجوان کے مکان سے گزرے تو اس کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ دیوانہ ہو چکا ہے اور پہاڑی پر چلا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی! اے اللہ اس نوجوان کو دکھا دے۔ دیکھا تو پہاڑوں کے درمیان ایک بلند ترین چوٹی پر کھڑا ہے اور آسمان کی طرف رخ کیئے ہوئے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا' مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا! میں عیسیٰ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور فرمایا! جس کے دل میں میری محبت کا نصف ذرہ بھی ہو' وہ انسانوں کا کلام کیسے سن سکتا ہے' میری عزت و جلال کی قسم' اگر تو اس کو آرے سے چیر بھی دے گا تو بھی اس کو خبر نہیں ہوگی۔

ایک عاشقہ صادقہ عورت کا مقام عشق

فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا ایمان، محبت حقیقی، فرعون سے پوشیدہ رکھے ہوئے تھیں۔ جب فرعون کو ان کے ایمان لانے کی خبر ملی، تو اس نے سزا دینے کا حکم دیا۔ ان کو طرح طرح کی سزائیں دی گئیں۔ فرعون نے کہا تم اپنے دین سے پھر جاؤ، مگر انہوں نے دین و ایمان نہ چھوڑا، آخر کار کیل لائے گئے اور ان کے اعضائے بدن میں ٹھونک دیئے گئے پھر کہا! دین سے پھر جاؤ۔ انہوں نے کہا! تم نے میرے بدن پر قابو پا لیا، مگر میرا دل میرے محبوب کی حفاظت میں ہے، اگر تم میرے بدن کا انگ انگ بھی کاٹ ڈالو گے تو پھر بھی ایمان ومحبت میں اضافہ ہی ہوگا۔ مروی ہے کہ فرعون ظالم نے طرح طرح کی اذیتیں دیں مگر عاشقہ صادقہ پر کوئی اثر نہ ہوا اور دھوپ میں سزا دینے والے ظالم سزا دیتے جب سزا دینے والے چلے جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے اور وہ جنت میں اپنا مقام دیکھتیں۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت آسیہ کے سامنے سے گزرے، تو حضرت آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی اور کہا! مجھے بتائیے کہ میرا محبوب مجھ سے راضی ہے یا کہ ناراض۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے آسیہ آسمان کے فرشتے تیری انتظار میں ہیں، یعنی تیرے مشتاق ہیں اور محبوب حقیقی ان کے سامنے تجھ پر فخر کر رہا ہے جو تم دعا کرو گے محبوب حقیقی قبول فرمائیں گے۔

عاشق نامراد کی قبر پہ تھا لکھا ہوا
جس کو ہو زندگی عزیز وہ نہ کہیں لگائے دل

دوام ذکر ہی محبت ہے

☆ کسی کے نزدیک دوام ذکر محبوب ہی محبت ہے۔

☆ کسی کے خیال کے مطابق محبوب کو ترجیح دینا محبت ہے۔

☆ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دنیا میں رہنے کو ناپسند کرنا محبت، مگر یہ تمام باتیں محبت کا نتیجہ ہیں اور نفس محبت کسی نے بیان نہیں کیا۔

☆ کسی نے فرمایا محبت دراصل محبوب کی طرف سے ایک مفہوم ہے کہ دل اس کے ادراک سے مغلوب اور اس کی تعبیر سے عاجز ہیں۔

☆ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں دنیوی تعلقات والے کو اللہ تعالیٰ نے محبت سے محروم کر دیا نیز فرمایا جو محبت بھی معاوضہ میں کی جائے۔ اس کا حال یہ ہے کہ جب معاوضہ ختم ہوا تو محبت بھی ختم ہوگئی۔

☆ محبوب کا محبوب جب ذکر کرے تو رحمت کی روحانی شمع محمدی اور احمدی شعلوں سے قلب کو منور کرتی ہے جو دائمی وصل کا وسیلہ ہوتا ہے۔

☆ محبت کے تقاضے جب پورے ہو جاتے ہیں، دفترِ عشق سے محبّ کو محبوب کے جمال کے سند بخش دی جاتی ہے اور یہ درجہ بدرجہ ہوتی ہے۔ سب کو یکساں نہیں ہوتی۔ کسی کو عمر میں ایک بار کسی کو سالانہ، کسی کو ماہانہ، کسی کو ہفتہ وار اور کسی کو ہر روز اور بعض کو جب بھی وہ چاہیں اور جسے بھی چاہیں، اگرچہ لکھ بھی نہ ہو۔ اپنے جمال با اکرام سے مشرف فرمائیں۔ جمال ان کی عنایت ہے، کوشش پہ موقوف نہیں۔

☆ ناصحا او ناصحا! جملہ برکات کا نزول جملہ بلیات کا دفعیہ جملہ امراض نفسانی و روحانی سے شفا ذکرِ محبوب ہے۔

☆ گناہ کی شامت سے بلا، اور ذکرِ محبوب کی رحمت سے شفا نازل ہوتی ہے۔

ذکرِ محبوب

جو عاشق محبوب حقیقی کا ہمیشہ ذکر کرتا ہے وہ روح کو زمین پر رہتے ہوئے عرش بریں پر قائم کرتا ہے یعنی قرب کا اعلیٰ مقام پالیتا ہے اور حق ذکرِ محبوب سے جان میں داخل ہوتا ہے اور اس طرح کہ زبان سے جب محبوب کا نام جاری ہوتا ہے تو اس کا نور دل میں، پھر دل سے جان تک منتقل ہو جاتا ہے اور قلب و روح دونوں منور ہو جاتے ہیں۔ محبوب کا ذکر عاشقوں کیلئے مرہم کے ہے ان کو پوشیدہ زخمی دلوں کیلئے ذکر کی برکت سے دل دونوں جہاں سے سیر چشم ہو جاتا ہے اور دونوں جہاں کی لذت اس کے لطف کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہے۔ کیا لذت ہوگی اس شاہ حقیقی کے نام میں جو تمام لذتوں کا مرکز اور سرچشمہ ہے۔ جملہ کائنات کی لذت میں روح محبوب حقیقیت کے نام ہی سے آئی ہے یہ مثال تو محض ناقص عقل اور فہم کیلئے دی گئی ہے ورنہ کائنات کی لذت کو اس نام پاک کی لذت سے کیا نسبت ہے جو نبیوں اور پیغمبروں کو مجنوں کرتی ہے۔ محبوب کبریا ﷺ کے پاؤں مقدس میں ورم آ نارات کی نماز میں طویل قیام سے ہوتا تھا لذت ذکر و عبادت پر گواہ ہے اور محبوب دو جہاں ﷺ کے اس عمل سے آپ ﷺ کا مقام رفیع پہچانو۔

ذکرِ محبوب کی دولت کے سبب عاشقانِ حق اس جہاں میں بے سرو سامانی کے باوجود رشک سلاطین ہوتے ہیں۔ عام لوگ محبوب کا نام پاک ہر دم لیتے ہیں لیکن یہ اثر نہیں کرتا جب تک کہ عاشقانہ ذکر نہ کیا جائے یعنی محبت سے اور دل کی گہرائی سے نام پاک لینے سے کچھ اور ہی اثر ہوتا ہے۔

محبت کرنے والا زندہ جاوید ہے

ابن جلاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ جب میں اپنے بندے کے باطن کو دیکھتا ہوں کہ اس میں دنیا و آخرت کی محبت نہیں تو اس کے دل کو محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔

☆ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں! جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، وہ زندہ رہا اور جس نے دنیا کی طرف میلان رکھا وہ محروم رہا۔

☆ حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے کہا! اے میرے کریم اے میرے محبوب تو تو جانتا ہے کہ تو نے مجھے اپنی محبت سے نوازا ہے، اپنے ذکر سے مانوس کر دیا ہے اور اپنی عظمت میں غور و فکر کیلئے فارغ کر دیا ان نعمتوں کے مقابلے میں میرے نزدیک جنت کو مچھر کے پر کے برابر بھی درجہ حاصل نہیں۔

☆ اہل محبت اللہ کی راہ میں مرے، اگر چہ اپنے بستر پر مرے۔ انہیں ایک خصوصی زندگی عطا ہے جو عام مردوں کو حاصل نہیں پس ہم انہیں عام مردوں میں کیوں کر شمار کر سکتے ہیں اور جس نے انہیں مردہ کہا متعصب ہے اور کوئی متعصب حقیقت کو نہیں پا سکتا۔

محبت کے مقتول بعد میں محبوب بن جاتے ہیں

حسین بن منصور حلاج سے کسی صاحب درد نے پوچھا محبت کیا ہے؟ فرمایا! تجھ کو آج، کل اور پرسوں محبت کی حقیقت کا پتہ چل جائے گا اس محب نے آج یعنی پہلے دن دیکھا کہ حسین بن منصور حلاج کو قتل کر دیا گیا۔ دوسرے دن اس کی لاش کو جلا دیا گیا اور تیسرے روز خاک کو ہوا میں اڑا دیا گیا۔ جب ابن حلاج کو صلیب کی سیڑھی کے پاس لائے تو آپ نے اسے بوسہ دیا اور کہا محبت کرنے والوں کی معراج ہے پھر آپ کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ آپ نے خون آلود بازو چہرے پر مل لئے۔ کسی نے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا! محبت کی نماز پڑھنے کیلئے وضو کر رہا ہوں جو صرف نفس کے خون کے ساتھ ہوتا ہے۔ تمام اعضاء کاٹ دیئے گئے۔ پشت اور گردن سولی پر تھے اور گردن سے آواز آ رہی تھی انا الحق انا الحق۔ آپ اس قدر محبوب کی محبت میں گم ہو چکے تھے کہ آئینہ ہٹ گیا تھا صورت رہ گئی تھی۔ حجاب چھٹ گیا تھا حقیقت رہ گئی تھی۔ قطرہ سمندر کے ساتھ مل جائے خود کو فنا کر دے تو اگر سمندر میں گم ہو کر کہے انا البحر انا البحر تو کوئی عقل مند آدمی اس کو جھوٹ نہیں کہے گا۔ اگر ریت کا ذرہ صحرا میں مل جائے صحرا میں گم ہو جائے اور کہے کہ میں صحرا ہوں تو کوئی نہ کہے گا یہ جھوٹ بول رہا ہے اگر لوہا آگ کے اندر چلا جائے اور چند منٹ کے بعد کہے میں آگ ہوں انا النار انا النار تو سب

مان لیں گے اور جب ایک انسان فنافی اللہ ہو گیا خود کو ختم کر کے ذات سے مل گیا اس نے کہا میں حق ہوں تو سب اسے مارنے آگئے۔ خلیفہ وقت مقتدر باللہ کے دور حکومت میں حامد بن عباس وزیر اعظم کی کاوشوں سے سلطان المحبت ابن حلاج کو سولی پر چڑھا دیا گیا اوپر سے حکم آیا اس کے اعضاء اکٹھے کر کے جلا دیئے جائیں۔ اعضاء جل کر خاک ہوئے تو خاک سے آواز آرہی تھی ''میں حق ہوں' میں حق ہوں' میں حق ہوں'' تیسرے روز خاک کو دریا میں ڈال دیا گیا۔ پانی کے اوپر خاک کے ذرے سے آواز آرہی تھی انا الحق انا الحق۔ محبت کے مقتول بعد میں محبوب بن جاتے ہیں۔

محبت آدمی کو انسان بنا دیتی ہے۔ محبت ایک قدیم دریا ہے جو مسلسل بہہ رہا ہے کبھی خشک نہیں ہوا۔ بڑے لوگوں نے اسے پار کرنے کی کوشش کی مگر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پریمیوں کے نزدیک قیامت کوئی شے نہیں وصال محبوب زندگی فصال محبوب موت۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
آنچہ درد ہمت نیاید آن دہد

جان کی تھوڑی سے قربانی سے سینکڑوں گنا بڑھ کر جزا ملتی ہے اور وہ الطاف واکرام عطا ہوتے ہیں کہ جو ہمت وخیال میں نہیں آسکتے۔

شاہ جاں مر جسم را ویران کند
بعد ویرانیش آباد کند

جان کا مالک یعنی محبوب حقیقی پہلے جسے فنا کرتا ہے اور اس کی ویرانی کے بعد اسے عطا فرماتے ہیں یعنی حیات جاودان عطا فرماتے ہیں۔

محبت میں مجھ پہ جو گزری میں جانتا ہوں

حضرت شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا! ہمیں عارف اور محبت کرنے والے کی تعریف بتایئے۔ فرمایا! عارف اگر بات کرے تو ہلاک ہو اور محبت کرنے والا اگر خاموش رہے تو ہلاک ہو۔ شبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ شعر پڑھا۔

یا ایھا السید الکریم
حبک بین الحشاء مقیم

اے میرے کریم آقا تیری محبت میرے دل میں بیٹھ چکی ہے۔

یـارافـع الـنـوم عـن جـفـونـی

انـت بـمـا مـربـی عـلـیـم

میری آنکھوں سے نیند ختم کرنے والے مجھ پر جو گزر رہا ہے' تو اسے خوب جانتا ہے۔
ایک اور عاشق نے کیا خوب کہا۔

عجبت لمن یقول ذکرت الفی

وهـل انـسٰ فـاذکـر مانیست

مجھے اس پر تعجب ہے' جو کہتا ہے مجھے میری محبت یاد رہے' اور کہا میں بھول جاتا ہوں کہ فراموش کردہ کو یاد کروں۔

امـرت اذا ذکـرتک ثم احیاء

ولـولا حسـن ظـنی ما حییت

جب میں تجھے یاد کرتا ہوں' تو مر جاتا ہوں۔ پھر زندہ ہوتا ہوں اور اگر میرا حسن ظن نہ ہو تو زندہ نہ رہوں۔

فـاحیـا بـالـمنیٰ و امرت شوقا

فـکم احیا علیک و کم اموت

میں تقدیر سے زندہ ہوں' اور شوق سے مرتا ہوں' پس میں تجھ پر کئی بار زندہ ہوا اور کئی بار مرا ہوں۔

شـربت الحب کاسا بعد کاس

فـمـا نفد الشراب و مارویت

میں نے کئی پیالے پیے' نہ مشروب ختم ہوا اور نہ میں سیراب ہوا۔

فـلـیـت خـیـالـه نـصـب یـعـنـی

فـان قـصـرت فـی نـظـری عـمـیـت

کاش محبوب میری آنکھوں میں رہے' پس اگر میں دیکھنے میں کوتاہی کروں تو اندھا ہو جاؤں۔

☆ حضرت رابعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دن کہا! ہمیں ہمارے محبوب کی خبر کون دے گا۔ ان کی خادمہ پکارنے لگی۔ ہمارا محبوب ہمارے ساتھ ہے' مگر دنیا نے ہمیں اس سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

عاشق کے آنسو شہیدوں کے خون کے برابر

وہ شخص کس قدر خوش قسمت ہے جو اپنے محبوب کے سامنے بیٹھا ہوا اس کی یاد میں آہ وفغاں کرتا ہے۔اے محبّ! اپنے گریہ وزاری کے آنسو میں خونِ دل بھی بہادے تاکہ محبوب حقیقی کا قرب اپنی جان میں مشاہدہ کرلے، جس جگہ کوئی عاشق سجدہ میں روتا ہے، وہی قطعہ زمیں اس عاشق حق کیلئے حریم بارگاہ حق بن جاتا ہے۔ عاشق کے آنسو شہیدوں کے خون کے برابروزن کیئے جاتے ہیں جو کوئی اپنے کو مثل خار گنہ گار اور حقیر سمجھتا ہے اور اس احساس سے زاروزار روتا ہے اور لطف محبوب اس کی زاری سے اور درد سے جوش میں آتا ہے اور یہ بندہ محبوبِ حقیقی کا درباری محبوب بن جاتا ہے۔ جو عشق حق سے روتا ہے اس کی آنکھیں دوسری سینکڑوں آنکھوں کی سرداری کرتی ہیں اور حق تعالیٰ کی ستاری اپنے کرم سے ایسے گریہ وزاری کرنے والے بندے کے عیوب کی پردہ پوشی ہر وقت کرتی ہے۔ رحمت حق اس کے اعمال پر صرف نظر کرتی ہے اور اپنے لطف وکرم کی بارش اس کے سر سے پاؤں تک کرتی ہے۔

☆ عشق نالہ ہائے پرخون کرتا ہے اور عقل کو حیران اور مجنون کرتا ہے زمین پر جب عاشقانِ حق روتے ہیں تو آسمان پر ستارے ان آنسوؤں کی عظمت سے محو حیرت ہوتے ہیں جو شخص دردِ دل سے آنسو برساتا ہے، وہ دراصل اپنے دل کے لئے عشق کی آگ کا سامان کرتا ہے۔

اگر عشق ومحبت نہ ہوتو دنیا کی ساری نعمتیں بیکار

حضرت ابوسلمان بن ابراہیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق روحین لطیف عطر ہیں ان کے اجسام رقیق اور ہلکے پھلکے ہیں، ان کی موانست پاکیزہ ہے، ان کی باتیں مردہ دلوں میں جان ڈال دیتی ہیں اور عقل میں فراوانی پیدا کر دیتی ہیں اگر عشق ومحبت نہ ہوتو دنیا کی تمام نعمتیں بیکار اور ہیچ ہیں۔ بندوں کے پاس محبوب کی جانب سے جو کچھ پہنچ رہا ہے وہ اس امر کی دعوت دے رہا ہے کہ خدا ہی سے محبت کی جائے اور جس سے خدا محبت کرتا ہے اس سے محبت کی جائے اور جس سے محبوب حقیقی کراہت ونفرت کرتا ہے اسی سے کراہت ونفرت کی جائے۔

محبوب کا نور اس کا حجاب ہے اگر یہ حجاب اٹھادیا جائے تو ساری مخلوق جل کر راکھ ہو جائے۔ محبوب سے محبت کرنے والا جو معاوضہ پائے گا' وہ معاوضہ کسی کو بھی نصیب نہ ہوگا اگرچہ وہ کل موجودات کا مالک ہی کیوں نہ بن جائے۔ طہارت القلوب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اے میرے نبی جس کا دل میری محبت سے پر ہے میری محبت میں اس کی عمر گزرے، اے میرے نبی میری طرف آنے والوں کو مژدہ ہو میرے ساتھ تعلق و محبت رکھنے والے کیلئے بشارت ہو ان کے دن محبت کی وجہ سے روزے اور راتیں شب بیداری ہیں۔ میں گفتگو میں ان کا خیال رکھتا ہوں، میرے فرشتے ان کا مشاہدہ کرتے ہیں اور

میری جنت ان کی مشتاق ہے ان کے دل میری محبت و معرفت کے خزانے ہیں وہ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کے مشتاق ہیں اور میرے لئے یتیموں کی طرح روتے ہیں ان کی درد ناک آواز میرے نزدیک فرشتوں کی تسبیح سے افضل ہے۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی میں انہیں ایسی لذت عطا فرماؤں گا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہوگی نہ کسی کان سے سنی ہوگی۔

عشق انسان کو مکارمِ اخلاق پر امادہ کرتا ہے

بعض کہتے ہیں عشق طبیعت میں رقت اور سوز پیدا کرتا ہے، نفس میں لطافت پیدا کرتا ہے، نفس کی مردنی اور اس کی مشقت وکلفت دور ہو جاتی ہے، عشق انسان کو مکارمِ اخلاق پر امادہ کرتا ہے اور شجاعت و بہادری وسخاوت، مروت ورقت پیدا کرتا ہے جو روح وجسم میں فروتنی پیدا کرتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے عشق شرفاء اور معزز لوگوں کے دل کی دوا ہے۔ عشق کی صلاحیت اس میں ہوتی ہے جو پاک مروت، پاکیزہ اخلاق رکھتا ہو یا پاکیزہ زبان اور کامل احسان رکھتا ہو یا پاکیزہ ادب اور ممتاز عادات رکھتا ہو۔ عشق بزدل نامرد کو مرد اور بہادر بنا دیتا ہے، غبی کے ذہن کو روشن کر دیتا ہے، بخیل کو سخاوت وکرم سکھاتا ہے، بادشاہوں کا غرور توڑ دیتا ہے، انسان میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرتا ہے، عشق ان لوگوں کا انیس ہے جن کا دنیا میں کوئی انیس نہیں، ان لوگوں کا جلیس ہے جن کا کوئی جلیس نہیں۔

عشق دنیا کی گرانباریوں کو ہلکا کر دیتا ہے، روح میں لطافت پیدا کرتا ہے، قلب کو کدورتوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ شرفاء کو نیک اعمال وکردار پر ابھارتا ہے اور انسان کو مکارمِ اخلاق کا خوگر گناتا ہے۔ بعض حکماء فرماتے ہیں عشق نفس میں تازگی پیدا کرتا ہے اخلاق کو مہذب بناتا ہے۔

عشق کا اظہار طبعی امر ہے اور اس کا اخفاء سراسر تکلیف۔ حکماء کے نزدیک عشاق وہ ہیں جو عفیف اور پاکیزہ نفس ہوں۔ عشاق جب عفیف ہوتے ہیں تو بڑے بن جاتے ہیں۔ عفیف لوگ جب عاشق ہو جاتے ہیں تو ظریف بن جاتے ہیں جیسا کہ بعض عشاق سے پوچھا گیا کہ اگر تم اپنے محبوب پر ظفر مند ہو جاؤ تو کیا کروں؟ اس نے جواب دیا اگر ظفر مند ہو جاؤں تو یہ کرو کہ اس کا منہ دیکھنے سے اپنی آنکھیں نیچے کرلوں اور اس کی یاد اس کی باتوں سے اپنے قلب کو خوش کرتا رہوں اور اس کی باتیں جو قابل کشف واظہار نہ ہوں ان کو مخفی رکھوں اور کوئی بھی ایسی بات مجھ سے سرزد نہ ہو جو اس کے درجہ مرتبہ اور منصب کے خلاف ہو۔

عشق کا دھواں

حضرت سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک مریدِ خاص نے مجلس خاصہ میں سوال کیا۔ حضرت آپ نے عشق دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے عشق تو نہیں دیکھا مگر اس کا دھواں ضرور دیکھا ہے۔ وہ کیسے؟ فرمایا! ایک دفعہ میرے ایک مرید (جو بڑا امیر تھا) نے مجھ سے گھر آنے کا وعدہ لیا یعنی میری دعوت کی۔ جب میں دعوت پر جانے کیلئے تیار ہوا تو چند دوستوں کو بھی ساتھ لے لیا۔ جب گھر سے باہر نکلے تو ایک ملنگ مجذوب آ گیا۔ کہنے لگا حضور کہاں کی تیاری ہے۔ میں نے کہا اگر تم بھی چلنا چاہتے ہو تو چلو۔ اس نے میرے کان میں آہستہ سے کہا جہاں آپ جا رہے ہیں وہاں میری محبوبہ ہے۔ آپ کے اس مرید خاص کی بیٹی۔ اس شرط پر جاؤں گا کہ وہ صرف میرے ہاتھ دھلا دے۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ جب کھانا کھانے کیلئے ہاتھ دھونے کا وقت آیا۔ مجذوب کو کسی نے ہاتھ دھونے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا۔ حضرت سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے مرید کو بلایا اور وعدہ کی بات کی۔ مرید نے اپنی کمسن بیٹی کو بلایا۔ اس نے میرے ہاتھ دھلائے۔ میں نے اس لڑکی سے فقیر (مجذوب) کے ہاتھ دھلانے کا بھی اشارہ کیا۔ جب لڑکی نے اس کے ہاتھوں پر پانی ڈالا تو پانی اس طرح خشک ہو رہا تھا جیسے گرم لوہے پر پانی گر رہا ہو۔ ایسی ہی آواز آ رہی تھی اور ہاتھوں سے دھواں بھی نکل رہا تھا۔ فقیر کے ہاتھوں پر سب پانی خشک ہو گیا۔ لوگ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ لڑکی کا باپ بڑا متاثر ہوا۔ نکاح کیلئے فرمائش کی مجذوب نے انکار کر دیا اور کہا کہ اسے زوجیت میں لانا میرا مقصود نہیں بلکہ یہ قیامت تک میری محبوبہ ہے۔ میرا قبلہ ہے۔ یہ کہہ کر اٹھا اور بغیر کھانا کھائے باہر نکل گیا اور روپوش ہو گیا۔ دوستو! عشق کا دھواں بھی جو دیکھ لے وہ بھی متاثر ہو جاتا ہے اور جو عشق میں جل رہا ہو اس کا کیا مقام ہو گا؟ وہ قابل بیان نہیں۔

محبت شہد سے زیادہ شیریں ہے

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ محبوب حقیقی شہد سے زیادہ شیریں ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام محبت میں یہاں تک روئے کہ بینائی جاتی رہی تو محبوب نے پیغام بھیجا (حالانکہ محبوب کو علم ہے) کہ اگر آپ کا رونا دوزخ کے خوف سے ہے تو میں آپ کو اس سے امن دیتا ہوں اور اگر آپ کا رونا جنت کے شوق میں ہو تو میں جنت کو آپ کیلئے واجب کیئے دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی اے میرے محبوب نہیں اِس کی وجہ سے روتا ہوں نہ اُس کی وجہ سے بلکہ میں تو صرف آپ کے شوق میں روتا ہوں۔ محبوب نے فرمایا کہ اچھا پھر روئیے کیونکہ اس بیماری کا سوائے رونے کے کوئی علاج ہی نہیں۔ محمود ترین نافع ترین محبت وہ ہے جو محبت کرنے والے کو دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود سے ہم آغوش کرے اور دنیا و آخرت کی سعادت اور نفع کی طرف اسے کھینچ لے جائے۔ اسی قسم کی محبت سعادت

دارین کا عنوان ہے اور وہ محبت جو دنیا وآخرت کی مضرت کی طرف کھینچ لے جائے شقاوت و بدبختی کا عنوان ہے۔ اگر انسان محبت محمودہ کیلئے روتا ہے تو یہ رونا اس کے حق میں نافع ہے۔ اسے حزن وغم لاحق ہوتا ہے تو اسے نفع بخش ہے فرح ومسرت حاصل ہو تو اسے سودمند ہے انشراح وانبساط پیدا ہوتا ہے تو اس کیلئے مفید ہے۔ انقباض پیدا ہو تو موجب سعادت ہے۔ اگر محبت نہ ہو تو افلاک سماوات کا دور کسی طرح نہیں چل سکتا نہ محبت کے بغیر ستارے' سیارے حرکت کر سکتے ہیں نہ حرکت دینے والی ہوائیں حرکت کر سکتی ہیں نہ یہ باران رحمت کے اٹھانے والے بادل حرکت کر سکتے ہیں نہ شکم مادر کے اندر بچے حرکت کر سکتے ہیں نہ دانے زمین کو پھاڑ کر اُگ سکتے ہیں نہ دریاؤں اور سمندروں میں جہازوں کو چلانے والی موجیں اٹھ سکتی ہیں نہ عطیات خداوندی کے تقسیم کرنے والے فرشتے اور دنیا کی تدبیر و تنظیم پر مامور شدہ فرشتے اس کے بغیر حرکت کر سکتے ہیں اور نہ یہ آسمان وزمین اور آسمان وزمین کی جملہ مخلوق حرکت کر سکتی ہے قصہ مختصر سب کچھ محبت کے دم سے ہے۔

محبت کے دم سے یہ دنیا حسیں ہے
محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے

بے قراری دل کی فصل و بہار

کیا دنیا میں جس طرح بہار وخزاں کے موسم آتے ہیں' ربیع وخریف کی ہوائیں چلتی ہیں اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے۔ اس طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ روحوں کی بے قراری کی بھی کوئی فصل ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی وقت ہے جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جن کے بادل نمودار ہوئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ایسا ہے مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میرے روح کی سوزش گزر گزر کے لوٹتی ہے میں کچھ عرصہ سے اس دریا کی مانند جو اتر گیا ہو چپ تھا لیکن اس سمندر کی مانند جس کی تہہ سے موجیں مار رہی ہوں' پھر آہوں سے بھر گیا ہوں فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں' شورشوں سے لبریز ہوں اور دیوانگیوں کی سرخوشی سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ہے۔ آج پھر مجھے اس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سر وچہرہ پر اڑا سکوں۔ پھر ان کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل وجگر میں چبھو سکوں' میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بے چاروں کی بستی کی ضرورت ہے پس ہوشیاری سے اکتا گیا اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا آہ میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں' اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ وفریاد کر سکتا ہوں' کرتا رہوں میری چیخیں تمہارے عیش ونشاط کو مکدر کر دیں میرا نالہ وبکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے میری شورش غم سے تمہارے چہرو کی مسکراہٹیں معدوم ہو جائیں میں تم کو غم ودرد ومحبت سے بھر دوں میں تم کو درد ت کا پتلا بنا دوں' تمہاری آنکھیں عشق میں ندیوں کی طرح بہہ

جائیں تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اٹھے تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردی نشاط کی بستی جو مدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے اس طرح اجڑ جائے کہ کبھی آباد نہ ہو۔

روئے بازار مراد امروز عرضی بامنست
دیدہ ترے فروشم دامن ترے خرم

عاشقوں کا عشق جہنم کی آگ سے بڑا ہے

جہنم کی آگ کتنی تیز ہے اسے ہم نے اس وقت تک دیکھا نہیں، سنا ہے اور وہ شنوائی قریب معائنہ اور مشاہدہ کے ہے جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہنم کی گرمی اور جلن سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولی اللہ کے عشق کا سوز جہنم سے بڑھ کر ہے۔

☆ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ! دوزخ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اگر میں آپ کی اطاعت نہ کرتی تو میرے لیئے سزا کون سی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت کی آگ جسے میں نے اپنے دوستوں کے دلوں میں ٹھہرایا ہے۔

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر
کنارے سے کبھی اندازہ طوفان نہیں ہوتا
ڈراتے کیوں ہو جہنم سے جینے والوں کو
غم عشق سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں

عاشق کی آہ!

عشق کیلیئے بجز آہ کوئی سامان نہیں اور درد عشق بجز آہ کوئی درمان نہیں۔ آہ سے محبوب حقیقی کا کمال قرب حاصل ہوتا ہے۔ آہ جب عاشق کے دل سے نکلتی ہے تو ایک ہی سانس میں محبوب حقیقی تک پہنچ جاتی ہے، راہ میں آہ کو حاصل عشق سمجھو اور آہ کو محبوب حقیقی سے واصل سمجھو جو شخص آہ کرتا ہے وہ عاشق ہوتا ہے آہ اس کے عشق پر گواہ ہوتی ہے۔ انابت کا کمال آہ ہے پس اے عاشق تو آہ پیدا ہونے کیلیئے گریہ وزاری کر محبوب تعالیٰ کی رحمت کے دروازے جب کوئی دربان مقرر نہیں تو سمجھ لو کہ عاشقان حق کی آہ کو محبوب حقیقی تک پہنچنے میں کوئی محرومی نہیں ہوسکتی ہے اور آہ کو رسائی منزل تک اذن عام حاصل ہے اور یہ اذن عام ہر شخص کو ہے اگر بلبل کا نالہ بے اثر ہوتا تو پھول اندر اندر کیوں چاک جگر ہوتا۔ اس طرح عاشق کی آہ بھی کبھی بے اثر نہیں ہوتی ہر شخص کی آہ کا مقام الگ الگ ہے کیونکہ آہ دل سے نکلتی ہے اور ہر دل کی قیمت دوسرے دلوں سے الگ ہے اور یہ قیمت ہر دل کے درد محبت کے اعتبار

سے ہے دلوں کی قیمت اجسام یعنی آب وگل کے وزن سے نہیں اس سبب سے انبیاء اور اولیاء کی آہوں کا فرق بارگاہ کبریاء میں ان کو مراتب کے مطابق ہے آہ اسی وقت نکلتی ہے جب درد محبت سے دل مضطر ہوتا ہے اور دل مضطر کی آہ قسمت اور نصیب کا اختر (ستارہ) ہوتی ہے۔

عاشق پر جہنم کی آگ اثر نہیں کرے گی

عاشق فسون چہ داند بر آتشش بخواند
سوزش درد نماند کر دو چو نور روشن

عاشق کونسا منتر جانتا ہے جو اس پر پڑھ کر پھونک مارے کہ آگ کی گرمی ختم ہو جائے اور وہ آگ نور روشن کی طرح چمکے۔ حدیث پاک میں ہے کہ! جب عاشق مومن دوزخ سے گزرے گا تو دوزخ عرض کرے گی۔

جزيا مومن فان نورك قد اطفا نوري

اے عاشق! مجھ سے جلدی گزر اس لیئے کہ تیرے نور نے میرے شعلے بجھا دیئے۔

گویدش بگزر سبک اے محتشم
ورنہ آتشہائے تو مرد آتشم

دوزخ عاشق کو کہے گی اے حشمت والے مجھ سے جلدی گزر ورنہ تیرے عشق کی آگ سے میرے شعلے بجھ جائیں گے۔ (مثنوی مولانا روم) اس لئے گزارش ہے کہ!

داستان غم ہستی کو مکمل کر لے
ایک بھی عشق کا عنوان نہ جانے پائے

عشق بے پایاں

شیبہ بن عثمان حجمی جنگ کے دن محبوب کریم ﷺ کو قتل کے ارادے سے تلاش کر رہا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے باپ اور چچا کو قتل کیا تھا۔ یہ ان کے خون کا انتقام چاہتا تھا اور جب جنگ میں لوگ گتھ گئے تو وہ محبوب دو جہاں ﷺ کے پیچھے سے آیا تا کہ آپ پر وار کرے۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں آپ ﷺ کے قریب ہوا تو میری طرف آگ کے شعلے بلند ہوئے جو کہ بجلی سے تیز تھے تب میں بیٹھ کر بھاگا اور اس بات کا علم محبوب کریم ﷺ کو ہو گیا تو مجھے بلایا اور اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے پر رکھا۔ کہاں یہ حال تھا کہ وہ ساری مخلوق میں میرے بدترین دشمن تھے مگر آپ نے ابھی اپنا دست مبارک ہٹایا بھی نہ تھا کہ آپ ﷺ مجھے مخلوق میں سب سے پیارے ہو گئے۔

دشمن بھی مان لینے پہ مجبور ہو گیا

بے اختیار خم سر مغرور ہو گیا
کیف نگاہ ساقی کوثر نہ پوچھئے
آیا جو سامنے وہی مخمور ہو گیا

پھر مجھ سے فرمایا قریب آ اور خدا کی راہ میں لڑ پھر میں آپ ﷺ سے آگے بڑھا اور تلوار سے کفار کو مارتا تھا اور محبوب ﷺ کی حفاظت کیلئے اپنے جسم سے آڑ کرتا تھا اور اگر اب میں اپنے باپ سے بھی ملتا تو محبوب ﷺ کی حفاظت کیلئے اس پر حملہ کرتا اور اس کو قتل کر دیتا۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
دشمنِ جاں پہ بھی اٹھی تیری نگاہ
یہ تیری شان رحمت یہ تیری بندہ پروری

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی!

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب جعفر بن سلیمان ناراض ہوا تو اس نے ان کو کوڑے مارے۔ لوگ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر گھر لے گئے پھر جب آپ کو ہوش آیا تو جو لوگ وہاں جمع تھے ان سے فرمایا! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا۔

بعد میں جب منصور نے جعفر بن سلیمان سے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا تو امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے فرمایا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں واللہ! اس کا کوڑا جب میرے جسم سے ہٹتا تھا' میں اس وقت اس کو معاف کر دیتا تھا۔ اس لیئے کہ جعفر بن سلیمان کی میرے محبوب ﷺ سے قرابت ہے۔

یار کا کہنا ضرور مانوں گا

جب حضرت منصور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ انا الحق کیوں کہتے ہیں حالانکہ ایسا کہنے میں آپ کی جان چلی جائے گی۔ آپ اس لفظ کو ہرگز زبان پر نہ لائیں۔ حضرت منصور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا۔

من نمی گویم یار گوید بگو
چو نمی گویم مرا دلدار می گوید بگو

میں اپنے ارادے سے انا الحق نہیں کہتا بلکہ میرا دوست مجھ سے کہتا ہے کہ ایسا کہو

اور جب میرا دوست کہنے کا حکم دے تو پھر میں کیسے نہ کہوں کیا جان کی خاطر دوست کا کہنا نہ مانوں ایک جان کیسی اگر ایسی ہزار جانیں بھی جاتی رہیں تو کچھ پرواہ نہیں میں کہنا ہرگز نہ چھوڑوں گا اور دوست کا کہنا دل سے مانوں گا۔

مصلحت اور منصوبہ کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں دو مختلف طرح کے تعلق کا نبھانا پڑتا ہے کہ اس کو بھی راضی رکھنا ہے اور اس کو بھی لہذا کچھ ادھر کی بات اور کچھ ادھر کی۔ بس ایک کو لو اور سب کو ترک کر دو اور اس کے سامنے کسی کی پرواہ نہ کرو عاشق کو کیا پرواہ ہوتی ہے عاشق کا مذہب تو یہ ہوتا ہے۔

گرچہ بد نامی است نزد عاقلاں
ما نمی خواہیم ننگ و نام را

اگر چہ عقلاء کے نزدیک بدنامی کی بات ہے لیکن ہم ننگ و ناموس کے خواہاں نہیں ہیں سب مصلحت اور انجام بینی رکھی رہ جاتی ہے۔ جس وقت عشق کی ذرا سی ہوا لگ جاتی ہے اور آدمی آبرو اور جان اور مال سب محبوب کے سامنے رکھ دیتا ہے اگر محبوب ان سب کو قبول کرے تو احسان مند ہوتا ہے۔

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل محو تماشائے لب بام ہے ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی

عشق کے بغیر کامیابی ناممکن

کاش بندے اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی محبت کی بھیک مانگتے۔ جسے اللہ تعالیٰ کی محبت عطا ہوئی گویا اسے سب کچھ عطا ہوا۔ جو اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہا اس سے بڑھ کر کوئی تہی دست اور مفلس نہیں کیونکہ انسان کی سیرابی و کامیابی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی محبت صادقہ پر موقوف ہے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ بندے جو اللہ تعالیٰ کی طلب میں نکلتے ہیں۔ ہر وہ قدم جو طالب حق کا جستجوئے حق میں اٹھتا ہے اس کی گرد عرشیوں کیلئے سرمہ عقیدت بن جایا کرتی ہے۔ سینہ زمین پر اس کا نقش دائمی آب و تاب کا روپ دھار لیتا ہے۔ قدرت اس کو وہ ثبات عطا کرتی ہے کہ گردشِ ایام کا غبار اس کی تابانی و صداقت' آفرین و درخشانی کو دھندلا نہیں سکتا۔

ایمان اگر محبوب کی محبت کے اقرار کا نام ہے تو ایقان محبوب پر مر مٹنے کا نام ہے۔

یہ کیفیت عشق و محبت کی شدت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ باطن کی گہرائیوں تک اثر انداز ہونے والی چیز صرف عشق ہے اور عشق ذات ہی انسان کو نفس کی خود غرضیوں اور جاہ طلبیوں سے نکال کر حسد، بغض، کینہ، کدورت اور کبر کی جڑیں اکھاڑ پھینکتا ہے اور ان کی جگہ صدق و وفا ، محبت و مروت اور شرافت و دیانت کے بیج بوتا ہے اور اس بیج سے جو شجر اگتا ہے اس کی بار آوری دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔

محبت عطائے الٰہی ہے

یک شے مجنوں بخلوت گاہ راز
گفت اے پروردگار بے ناز
تو چرا نام بہ مجنوں کردہ
عشق لیلیٰ در دلم چوں کردہ
کردہ خار مغیلاں بالشم
می برم شبہا بگردوں نالشم
ہاتفش گفتا کہ اے مرد غیب
لا جرم کردم ترا غمہا نصیب
خوش نماید نالہ شبہائے تو
ذوقہا دارم ہزار یہائے تو
کار لیلیٰ نیست ایں کار من است
حسن لیلیٰ عکس انوار من است

کہتے ہیں کہ ایک شب مجنوں تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگا۔ یا اللہ تو نے میرے دل میں لیلیٰ کی محبت کیوں رکھی ہے کہ اس محبت نے مجھے مجنوں بنا دیا اور اسی وجہ سے میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے مجنوں! اس محبت میں تجھے اس لئے مبتلا کیا گیا کہ تو محبت لیلیٰ کی وجہ سے راتوں کو جاگتا ہے اور یارب یارب کرتا رہتا ہے۔ مجھے تیرا رونا، راتوں کا جاگنا، آہ و زاری کرنا اچھا لگتا ہے۔ یہ لیلیٰ کا نام نہیں ہے بلکہ میرا نام ہے کیونکہ لیلیٰ کے اندر جو کچھ خوبصورتی تجھے محسوس ہو رہی ہے وہ بھی تو میری ہی عطا کردہ ہے اور میرے ہی جمال کا پرتَو ہے۔

نہ پڑتا پرَتَو خالق اگر رخسار خوباں پر
تو ہر عاشق کی آنکھ میں حسین منظر کیوں ہوتا

سرچشمہ اعمال۔۔۔محبت

محبت کتنا خوبصورت لفظ ہے کیونکہ محبت ہی سے انابت الی اللہ کی صفت پیدا ہوتی ہے اور محبت ہی خوف وحزن کا معدن محبت ہے۔ محبت ہی انسان کو مقام رضا پر اور کبھی مقام شکر پر متمکن کرتی ہے۔ ایسا صبر جس کی بنیاد محبت پر ہو ورنہ اس کا نام انفعال طبع ہو گا فقر بھی یہی ہے۔ جس کی محبت بجانب محبوب ہو اور دل اپنی تمام تر قوت کے ساتھ محبوب کے جو دونوں کی جانب منجذب ہو جائے ورنہ اس کا نام تنگ دستی ہو گا۔ الغرض محبت ہی قوت القلوب ہے اور محبت قرۃ العیون ہے محبت ہی دل کی رونق ہے یہی زندگی کی کامیاب ضمانت ہے محبت ہی کامیابی کو دوام بقاء کا تاج پہناتی ہے اور تحت ارتقاء پر بٹھاتی ہے' محبت ارادوں کو قوی بناتی ہے' سوزش پیدا کرتی ہے اور ضمیر کی آواز کو جگاتی ہے' اعلیٰ ترین درجہ عبادت کہلاتا ہے۔ جو عشقِ محبوب حقیقی میں گرفتار ہو جاتا ہے اس کا دل مادی لذتوں اور دنیوی تعیشات سے لبریز ہو جاتا ہے' اس کی زندگی کے شب و روز عبادت الٰہی میں گزرتے ہیں وہ ہر خوشی وغمی میں خدا کا شاکر رہتا ہے۔ اس کی حیات امن و آشتی کا گہوارہ بن جاتی ہے۔ مادی محبت کرنے سے دل پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آپ ان سے بخوبی واقف ہیں۔ آرام وسکون غارت ہو جاتا ہے۔ بندہ محبوب حقیقی کو بھول کر دنیوی چاہتوں کو ڈھونڈتا ہے۔ محبوب حقیقی کو چھوڑ کر دنیوی محبوب پر جان چھڑکتا ہے۔ اس کا عبرتناک انجام بدنامی اور داغداری سے مزین ہوتا ہے۔

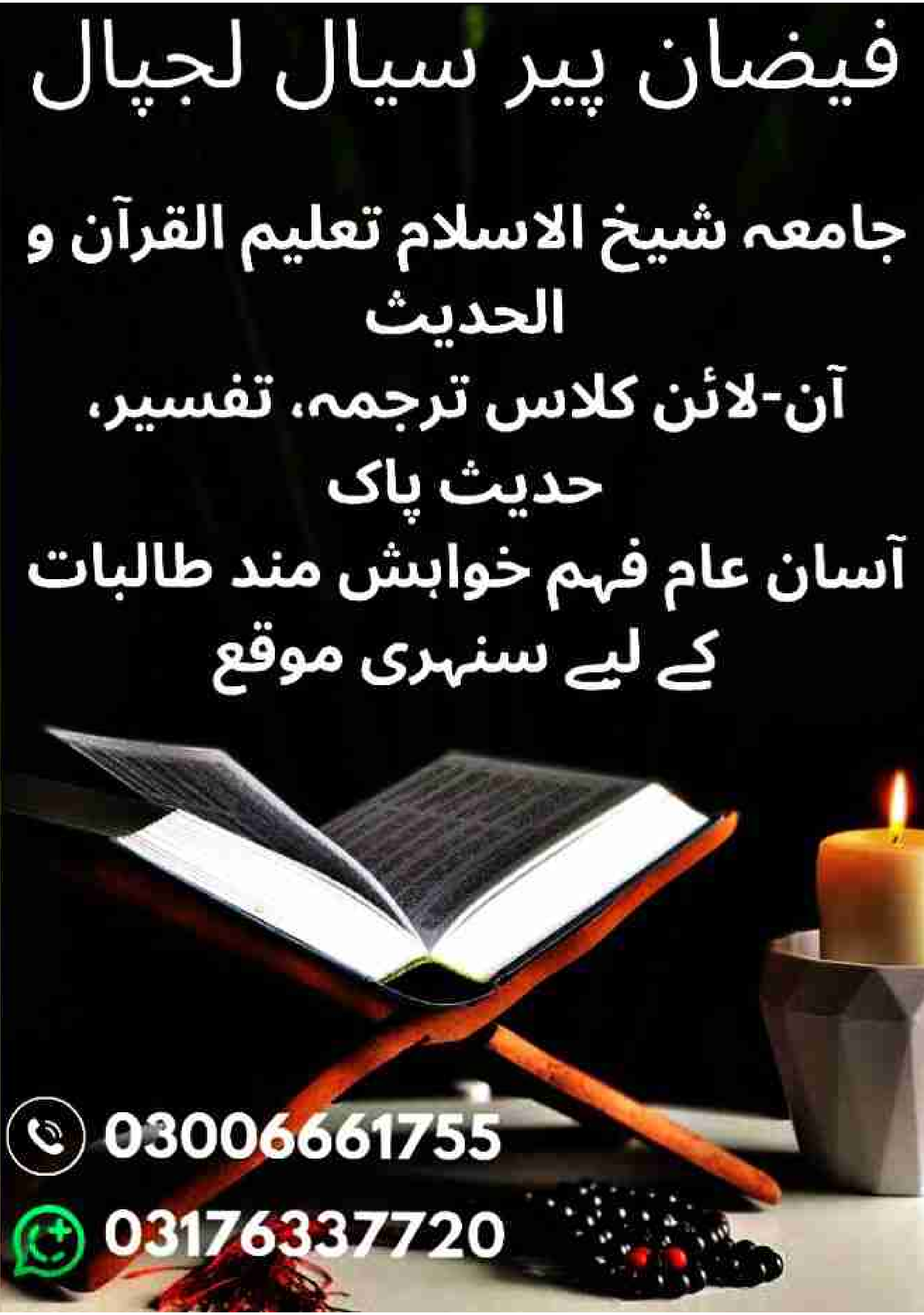
آؤ اگر محبت کرنی ہے تو ان سے کریں جو شافع محشر ہیں' غریبوں کے آقا' یتیموں کے مولا ہیں' حسن و جمال کی زندہ و جاوید حقیقت ہیں' گناہوں سے پاک ہیں' جن کے دم سے زندگی تابندہ ورخشندہ ہے۔ یہ ذات محبوب کریم ﷺ کی ذات ہے۔ محبوب دو جہاں ﷺ آئے تو جینے کا مزا آیا' آپ آئے تو چمن بہارستان بنے' غنچے کھلے اور راحتوں و چاہتوں کے چشمے پھوٹے' کلیاں مہکیں' پرندے چہکے اور سارا گلشن مارے محبت سے جھوم اٹھا۔

عصر حاضر کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اپنے قلوب میں عشق محبوب ﷺ کی شمع روشن کریں اس سے نہ صرف محبت کا مفہوم ادا ہو گا بلکہ آخرت میں وسیلہ مغفرت بھی ہو گی۔

جب بھی مانگو تو وسیلے سے انہیں کے مانگو
اس وسیلے سے کرم اور دوبالا ہو گا
عشقِ محبوب کی شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں روشنی ہو گی
بمصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است



فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720


فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طالبات کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں